رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کے لیئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کردے گا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے

سات روپے

مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

جلد ۴ | ۱۹/۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء | شنبہ سہ شنبہ | مطابق ۲۳/۲۶ صفر ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۴۸-۴۹

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طبیعت رو بصحت ہے حضور کے ارشاد کے ماتحت جناب مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب درس قرآن مجید مسجد اقصیٰ میں روزانہ دیتے ہیں۔

احباب کی آمد بہ تقریب جلسہ سالانہ شروع ہو گئی ہے۔ تمام احباب کو کوشش کرنا چاہیئے کہ ۲۶۔ دسمبر سے پہلے پہلے دارالامان پہنچ جائیں ؛

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے سکول کی ہاکی اور فٹ بال کی دونو ٹیمیں ڈسٹرکٹ ٹورنمنٹ سے مظفر و منصور واپس آئیں۔ ہاکی اور فٹ بال کے دونو کپ ہمارے سکول میں آئے۔ عصمت اللہ اول اور خیر الدین کا نام کھیل کے لحاظ سے خوب مشہور ہو گیا۔ موخر الذکر نے تیرہ روپے کے قریب مختلف انعام بھی حاصل کیئے ؛

اخبار احمدیہ

بہار ہائی کورٹ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مقدمہ۔

مونگیر کے احمدی احباب نے سب جج مونگیر کی عدالت میں ایک دعویٰ دائر کیا تھا۔ اور درخواست کی تھی۔ کہ غیر احمدیوں کے نام حکم امتناہی جاری کیا جائے۔ کہ وہ انہیں مسجدوں میں نماز ادا کرنے سے نہ روکیں۔ غیر احمدیوں کی طرف سے کہا گیا۔ کہ احمدیہ فرقہ کے لوگ کافر ہیں۔ اسلیئے انہیں مسجدوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ سبارڈینیٹ جج نے اور بعد ازاں ڈسٹرکٹ جج نے دعویٰ خارج کر دیا۔ اور قرار دیا کہ احمدی فرقہ کے لوگ مسلمان ہیں۔ البتہ انکی بعض رسوم وغیرہ مسلمانوں سے مختلف ہیں۔ اور چونکہ انکے عقائد مختلف ہیں۔ اسلیئے وہ اس رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ اسکے خلاف ہماری طرف سے بہار ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی گئی جسکی سماعت ۱۳۔ دسمبر ۱۹۱۶ء کو شروع ہوئی۔ ہماری طرف جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا سیالکوٹ عدالت میں پیش ہوئے۔ جن کو خاص طور پر پیش ہونیکی اجازت دی گئی۔ جناب چودھری صاحب نے کہا۔ کہ عدالت ماتحت نے محمڈن قانون کے ماتحت میرے موکلوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ اسلیئے ہم زیر دعویٰ رعایت کے

سالانہ جلسہ

۲۶-۲۷-۲۸۔ دسمبر ۱۹۱۶ء کو ہونا قرار پایا ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ ۲۵۔ دسمبر کی شام تک دارالامان میں پہنچ جائیں۔

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

گئی ہیں آپ نے حوالہ کے طور پر مسٹر امیر علی کی شرح اور مابیوں کے مشہور مقدمہ کے متعلق مسٹر جسٹس محمود کا فیصلہ پیش کیا۔

مدعا علیہم کی طرف سے مسٹر مظہر حق پیش ہوا جس نے ابتدائی امور کو عدالت کے روبرو پیش کرتے ہوئے کہا کہ مقدمات میں پیش کردہ اسلامی صحائف کی رو سے اپیلانٹ مسلمان نہیں کہلا سکتے اسلئے انہیں اس رعایت کا حق حاصل نہیں ہے۔

اس اپیل کی سماعت ختم ہو گئی ہے اور فیصلہ محفوظ رکھا گیا ہے خاتمہ پر چیف جج صاحب نے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ پنجاب ہائیکورٹ انکے بہت مشکور ہیں

مندرجہ بالا روئداد ہندوستان کے تمام انگریزی اور اردو روزانہ اخباروں میں شائع ہو گئی ہے اور انہیں سے لیکر ہم شائع کر رہے ہیں۔

غیر احمدیوں کی طرف سے جو صاحب پیروی مقدمہ کے لئے پیش ہوئے ہیں اور جنہوں نے ہم پر بڑے زور سے کفر کا فتویٰ لگایا ہے ان کے متعلق ہم صرف اسقدر بتا دینا کافی سمجھتے ہیں کہ آپ ایک مشہور کانگرسی اور ہندوؤں کے گہرے یار غار ہیں اور نئی تہذیب سے بھی آپنے اسقدر حصہ لیا ہے کہ ۱۵ء کے دسمبر میں جب آپکو مسلم لیگ کا پریذیڈنٹ بنایا گیا تو عین مجلس میں مسلمانوں نے ان کے خلاف صدائے مخالفت بلند کرتے ہوئے بڑے زور شور کیساتھ کہا کہ "یہ مسلمانوں کی مجلس نہیں ہے اور یہ لوگ داڑھیاں منڈاتے ہیں اسلئے مسلمان کیونکر ہو سکتے ہیں اور یہ کافر ہیں اور ہندوؤں کیساتھ مل کر اسلام اور مسلمان دونوں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں"

خدا کی شان وہی مظہر الحق جس پر اسکے ہم عقیدہ لوگوں نے گذشتہ سال کفر کا فتویٰ لگایا تھا آج انہی کی حمایت میں کھڑا ہو کر ہمیں اسلام سے خارج قرار دینے پر زور دیتا ہے آخیر پر ہم اپنی جماعت کے درخشندہ گوہر جناب چوہدری ظفر اللہ خان کو مبارکباد دیتے ہوئے صدق دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو بیش از بیش اپنے افضال اور انعامات کا وارث بنائے آپنے محض خدا تعالیٰ کے لئے اور اسکی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ مقدمہ اپنے ہاتھ میں لیا تھا اور خدا ہی کے فضل سے آپ نے اس خوبی اور قابلیت سے اسکو عدالت میں پیش کیا ہے کہ چیف جج صاحب بھی آپکی قابلیت کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

احباب کرام دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ فیصلہ ہمارے حق میں کر دے انشاء اللہ مقدمہ کے مفصل حالات جناب چوہدری صاحب موصوف کے واپس تشریف لانے پر ہدیہ ناظرین کئے جائینگے

صاحب ہمت احباب کی سعی مشکور

برادرم بابو عبد الکریم صاحب کلرک ملتان چھاؤنی نے مولوی ثناء اللہ کے روبرو میاں عبد اللہ صاحب سنوری کے حلف اٹھانے کا مضمون اپنے طور پر ٹریکٹ کی صورت میں مفت شائع کرنے کی اطلاع دی ہے اور مکرمی شیخ عبد الرشید صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ نے اسی مضمون کو چھپوا کر شائع بھی کر دیا ہے۔ ان کے علاوہ مکرمی منشی ہاشم علی صاحب گرداور نے اپنے خرچ پر ایک ہزار رسالہ چھپوانے کے لئے لکھا ہے نیز ماسٹر رحیم بخش صاحب ایم اے ٹانڈہ نے مبلغ پانچ روپے اسی غرض کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ ٹریکٹ لکھوایا جا چکا ہے۔ اگر کوئی اور صاحب بھی اس کار خیر میں حصہ لینا چاہیں تو جلد کے ایام میں ایڈیٹر الفضل سے ملیں

صادق لائبریری

مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار صادق نے اپنا کتبخانہ جس میں قریباً پانچہزار کتابیں ہیں۔ اپنی وصیت میں صدر انجمن احمدیہ کو دے دیا ہے تاکہ ایک پبلک لائبریری قادیان میں قائم کی جائے اور اسکا نام صادق لائبریری رکھا جائے صدر انجمن نے اس کتبخانہ کا انتظام صاحب افسر مدرسہ احمدیہ کے سپرد کیا ہے اور مدرسہ احمدیہ کا ایک بڑا کمرہ اسکے واسطے خاص کیا گیا ہے مفتی محمد صادق صاحب کی بی بی مسماۃ امام بی بی نے اپنی وصیت منظور شدہ صدر انجمن کی تعیین میں تحریر دی ہے کہ ان کا مملوکہ مکان واقعہ قادیان وقف علی الاولاد ہوگا اور مملوکہ مکان بھیرہ بمع متعلقات حوالہ صدر انجمن احمدیہ ہو

درخواست دعا

برادر محمد طیب اللہ صاحب چتور سے غیر احمدیوں کی مخالفت کی وجہ سے جماعت کی ... کے لئے دعا کی ... پر جماعت بنا دے۔ میاں بشیر حیات صاحب سب ... قادیان اپنے بھانجے کی صحت اور برادر شیخ مشتاق احمد صاحب کلرک ملتان چھاؤنی اپنی صحت کے لئے احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں

نماز جنازہ

برادر میاں نظام الدین صاحب افریقہ سے میاں برکت علی صاحب دوزی کی جو قادیان سے ان کے پاس بغرض ملازمت گئے تھے فوت ہونے کی اطلاع دیتے ہیں احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ نیز والدہ صاحبہ برادر نظام جان صاحب کلاتی حال مقیم قادیان بھی اپنے وطن میں فوت ہو گئی ہیں ان کا جنازہ غائب بھی پڑھا جائے۔

فنانشل کمیٹی

ماسٹر عبد الغنی صاحب سکرٹری فنانشل کمیٹی قادیان مندرجہ ذیل سطور احباب کی توجہ کے لئے اندراج بھیجتے ہیں کہ جو احباب تحریک خاص کے اعلان پر فہرستیں بھیجتے ہیں ان میں اکثر ضروری تفصیلات رہ جاتی ہیں حتی الوسع دفتر فنانشل کمیٹی کے بھیجے ہوئے فارموں کے مطابق فہرستیں بھیجی جائیں یا اگر وہ نہ ہوں تو یہاں سے تفصیلات دریافت کر لیجائیں

احباب دعا کریں

آج کے اخبار میں کسی دوسری جگہ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ سیلون کی چٹھی کا ترجمہ دیا جاتا ہے جس کے مطالعہ سے ہمارے ناظرین پر واضح ہو جائیگا کہ ان کے جزیرہ میں مسیح موعود کے خدام بہت اذیت ہو رہے ہیں اور وہ اس امر کو فراموش کر بیٹھے ہیں کہ جس خدا نے کرشن کے بیٹے کی حمایت کے لئے سگریو اور ہنومان کو مامور کر دیا تھا وہ خدا اب بھی زندہ ہے اور محمد رسول اللہ کے قائم مقام حضرت کرشن موعود کی مدد ملائکہ کی فوج سے کر سکتا ہے اور ظلمت کے بادلوں کو ایک آن میں لنکا سے دور کر سکتا ہے مگر ضرورت ہے کہ نزول ملائکہ کے لئے سب احمدی دعا کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۱۹/۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء

صلائے عام

یاران نکتہ دان کیلئے

آؤ لوگو کہ یہیں نُورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طورِ تسلّی کا بتایا ہم نے

زمانہ حاضرہ جن حالات اور واقعات میں سے گذر رہا ہے ۔ ان کو دیکھ کر ہر ایک وہ انسان جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں ذرا سا بھی غور و فکر اور سوچنے سمجھنے کا مادہ باقی ہے ۔ بے اختیار پکار اٹھیگا ۔ کہ اس سے زیادہ خطرناک زمانہ اور اس سے بڑھ کر ہیبتناک گھڑی دنیا کے بسنے والوں پر پیشتر ازیں کبھی نہیں آئی ۔ کیونکہ ہنگامۂ یورپ کے دل ہلا دینے والے واقعات اور کپکپی پیدا کر دینے والے اثرات اپنے اندر اس قدر وسعت اور ہمہ گیری رکھتے ہیں کہ دنیا کا کوئی کونہ اور کوئی گوشہ ان سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہا ۔ لیکن آہ ! خدا تعالےٰ کے ان زبردست حملوں کا ان قلوب پر کوئی اثر نہیں ہوا ۔ جو پتھر سے زیادہ سخت اور آہن سے زیادہ بے حس ہیں ۔ ان میں جسطرح پہلے دنیا طلبی اور عیش کوشی کے ناپاک جذبات پائے جاتے تھے ۔ اسی طرح اب بھی پائے جاتے ہیں ۔ اور جس طرح وہ پہلے آخرت فراموشی اور زیاں کاری کے مرتکب ہو رہے تھے اسی طرح اب بھی ہو رہے ہیں ۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ۔ کانوں سے سنتے اور دلوں سے محسوس کرتے ہیں کہ کارخانہ عالم درہم برہم ہو رہا ہے ۔ اور گلستان دنیا اُجڑ رہا ہے ۔ لیکن کچھ ایسے اندھے اور ایسے بہرے اور ایسے مردہ دل ہو گئے ہیں کہ ذرا ہوش میں نہیں آتے ؞

اس سے زیادہ درد افزا اور المناک سماں دنیا پر بہت کم آیا ہو گا ۔ بلکہ نہیں آیا ہو گا ۔ جبکہ اس قدر تازیانہ قوم ربا کے پڑنے کے باوجود بھی دُنیا کے متوالوں نے کروٹ نہ بدلی ہو ۔ اور ٹس سے مس ہوئے ہوں ۔ لیکن کیا دنیا اسی خواب غفلت میں پڑی رہیگی ۔ اور کبھی ہوش میں نہیں آئیگی ۔ اگر ایسا ہی ہو گا ۔ تو دنیا اور بدنصیب دُنیا کو اس وقت کے لئے تیار رہنا چاہیئے ۔ جبکہ وہ تباہی خیز اور ہلاکت آفرین نظارے رونما ہونگے ۔ جن کے مقابلہ میں موجودہ واقعات ہیچ ثابت ہو جائینگے ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اسوقت جو کچھ ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ اس لئے نہیں کہ وہ رحیم و کریم ہستی جس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا تھا وہ اسپر بلاوجہ اور بلاسبب مصائب اور آلام کے پہاڑ گرا رہی اور اسے تباہی اور ہلاکت کے گھاٹ اُتار رہی ہے ۔ بلکہ اس لئے کہ انسانوں نے اپنے افعال و کردار رفتار و گفتار سے اپنے آپ کو ان کا مورد بنا لیا ہے ۔ پس جب تک وہ اپنی اصلاح نہ کر لینگے ۔ اور اپنی تمام حرکات و سکنات کو خدا تعالےٰ کی منشاء اور ارادہ کے مطابق نہ بنا لینگے ۔ اسوقت تک انسان کا آرام کی نیند سونا اور خوشی کی ساعت جاگنا ممکن نہیں ہے ؞

اس حقیقت کے بیان کر دینے کے بعد ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اہل دُنیا کو امان کی ضرورت نہیں ہے ۔ کہ اس سرائے فانی میں امن و چین کی زندگی بسر کریں ۔ اور کیا انہیں امان کی حاجت نہیں ہے کہ رنج و آلام سے مخلصی ... پا جائیں ۔ پھر کیا انہیں امان کی پرواہ نہیں ہے ۔ کہ اپنے معبود برحق کو راضی کریں اگر ہے اور ضرور ہے ۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے اعمال اور افعال میں اپنی عادات اور اطوار میں اپنے خیالات اور معتقدات میں اصلاح نہیں کرتے ۔ اور خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ انسان کو قبول کرنے کا شرف حاصل نہیں کرتے ۔ جسے خدا تعالےٰ نے موجودہ ظلمت آفرین زمانہ میں ان کے لئے مشعل ہدایت اور خضر طریقت بنا کر بھیجا ہے ؞

کیا ابھی انہیں اس کے ہادی برحق ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی ہے ۔ جبکہ زمین و آسمان نے اس کی صداقت کی گواہی دے دی ہے ۔ اور اس نے اپنے نفوس قدسی سے ایک دو کو نہیں ۔ بلکہ ہزاروں اور لاکھوں مردوں کو زندہ کر دیا ہے ۔ اور ان میں وہ روحانی پرواز کی طاقت اور ہمت پیدا کر دی ہے ۔ کہ جس کا عشر عشیر بھی اوروں میں نہیں پایا جاتا ہے ؞

اگر کسی کے دل میں شک ہے ۔ تو وہ ماہ حال کی ۲۶ ۔ ۲۷ ۔ ۲۸ تاریخوں میں اس " ارض حرم " میں آ جائے ۔ جہاں اس برگزیدہ خدا کے ہاتھ کے لگائے ہوئے پودے اور اس کی آبیاری سے نشو و نما یافتہ گل بوٹے مشام جان کو اپنی نکہت افروزی سے معطر اور معنبر کر رہے ہوں گے ۔ اور اسی گلشن بےمثال میں اسی کے طائران قدسی اپنی جان فزا نغمہ سرائیوں میں مست ہونگے ۔ پھر وہ انسان اپنی آنکھوں سے ان کی جلوہ فرمائیوں کو دیکھے اور اپنے کانوں ان کی نغمہ سرائیوں کو سنے اور اپنے دل سے ان کی حقیقت کو سمجھے ؞

ہم اس وقت تشریف آوری کا عزم بالجزم کرنیوالے اصحاب کو اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہتے ۔ اور نہ ہی کچھ کہنے کی ضرورت سمجھتے ہیں ۔ کیونکہ اگر ان کے سینہ میں بے لوث دل اور سر میں حقیقت پسند دماغ ہو گا ۔ تو وہ بغیر ہمارے کہنے کے ہی اس نتیجہ پر پہنچ جائینگے ۔ جس کی طرف ہم اس وقت چند لفظوں میں اشارہ کر چکے ۔ لیکن یہ ضرور کہتے ہیں کہ وہ قدم رنجہ ضرور فرمائیں ۔ ہمارے لئے نہیں ۔ بلکہ اپنے لئے اپنے ایمان کے لئے ۔ اور اپنی آخرت کے لئے ۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جب وہ نیت بخیر کر کے محض حق اور صداقت کے لئے یہاں تشریف لائیں ۔ تو خدا تعالےٰ ان کی اسی بات سے خوش ہو کر انہیں وہ چشم بصیرت عطا فرما دے ۔ جو حق و باطل میں امتیاز کر سکتی ہے اور اس نعمت سے بہرہ ور کر دے ۔ جو اس نے اپنے پیارے اور محبوب بندوں کے لئے نازل کی ہوئی ہے ؞

ہمارے خیال میں تو کوئی ایسا شخص جو اس عزم اور ارادہ سے یہاں آنے کے لئے رخت سفر باندھے گا ۔ خدا تعالیٰ کے فیض اور رحمت سے ہرگز ہرگز محروم نہیں رہے گا ؞

پس ہم تمام ان لوگوں کو جو حق اور صداقت کی پیاس رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔ صلائے عام دیتے ہیں کہ وہ ہمارے سالانہ جلسہ پر ضرور رونق افروز ہوں ۔ انہیں نہ تو کوئی داخلہ کی فیس ادا کرنی پڑیگی ۔ اور نہ ہی ان سے کسی قسم کے اور اخراجات چارج کئے جائینگے ۔ بلکہ حتے الامکان ان کے آرام و آسایش کا خاص خیال رکھا جائے گا ؞

ہمارا اجتماع محض خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ہوتا ہے ۔ اسلئے نہ صرف آج سے بلکہ اسوقت سے جبکہ ہمارے آقا کے نامدار نے اس کی بنیاد رکھی ہے ۔ کبھی کوئی اس قسم کی خفیف سے خفیف بات بھی روا نہیں رکھی گئی ۔ جو کسی شخص کی طبیعت کے خلاف ہو ۔ بلکہ ہر خاص و عام کے لئے ہمارا خوان نعمت فراخ ہوتا ہے ۔ پس مبارک ہے

وہ انسان جو اس سے بہرہ اندوز ہو۔ اور قابل افسوس ہے وہ شخص جو باوجود ان آسانیوں کے شمولیت سے محروم رہے ۔

انہی ایام میں کئی ایک اور بھی اجتماع ہونگے۔ اور ممکن ہے کہ کوئی صاحب ہمارے ہاں آنے کو ان میں شامل ہونے کے عذر سے کسی اور وقت پر اٹھا رکھیں۔ لیکن انہیں غور کرنا چاہئے کہ وہ جس کسی مجمع میں بھی شامل ہوں گے ۔ اس کی غرض و غایت سوائے دنیا اور مافیہا کے اور کچھ نہ ہوگی۔ لیکن ہم جو دعوت دے رہے ہیں ۔ وہ محض دین کے لئے ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ اس زمانہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جذبہ سوائے ان نفوس کے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا ہے ۔ اوروں میں نہیں پایا جاتا۔ لیکن کیا مسلمان کہلانے والوں کے لئے یہ شرم کا مقام نہیں ہوگا۔ کہ وہ دعوت الی الحق کو رد کرکے دعوت الی الدنیا کو قبول کرینگے ۔ اور اپنی تمام عمر میں ایک دفعہ بھی اپنے چند لمحات کو خدا تعالےٰ کی راہ میں صرف نہیں کرینگے ۔

کون جانتا ہے کہ اس سال کے دسمبر کے بعد آنیوالے سال کے دسمبر تک وہ زندہ رہے گا۔ پھر کیوں وہ لوگ جن کی زندگیوں میں اس دسمبر کا مہینہ ختم ہوگا۔ اس بات کے لئے آمادہ اور تیار نہیں ہو جاتے۔ کہ ان ایام کو تحقیق حق کے لئے صرف کریں ۔ اور قادیان کی شہرۂ آفاق سرزمین میں پہنچیں ۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری دردِ دل سے نکلی ہوئی یہ صداحق پسند اور صداقت شعار اصحاب کے قلوب پر اثر کئے بغیر نہیں رہیگی ۔ اور وہ تمام اجتماعوں پر ہمارے جلسہ کو ترجیح دیکر اسمیں شامل ہونگے ۔

آخر پر ہم اپنے احمدی برادران کا یہ فرض اولین قرار دیتے ہیں کہ وہ اپنے غیر احمدی ملنے والے اصحاب تک ہماری طرف سے یہ صلائے عام پہنچا دیں ۔ اور اگر ہمارے طرز ادا میں کوئی سقم رہ گیا ہو ۔ تو اس کا ازالہ وہ خود کریں خدا تعالےٰ انہیں اس کا اجر دے گا ۔

سرپرستانِ الفضل کی نوازش

الحمد للہ کہ احباب کرام نے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھ کر اپنے پیارے اخبار الفضل کی سرپرستی کی طرف جو خاص توجہ اور نوازش مبذول فرمائی ہے ۔ وہ قابل شکر گذاری ہے ۔ اور ہمیں امید ہے کہ جو احباب ابھی تک اس کارِ خیر میں کسی نہ کسی وجہ سے حصہ نہیں لے سکے وہ بھی ضرور اس طرف متوجہ ہوں گے ۔

اخبار الفضل کسی ذاتی نفع اور فائدہ کے لئے جاری نہیں کیا گیا۔ بلکہ محض قوم کے سود اور بہبود کے لئے اس کو معرض وجود میں لایا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت تک الفضل کو جن خدمات کے بجا لانے کا شرف حاصل ہوا ہے ان کے نتائج اور عواقب سے قوم بخوبی واقف اور آگاہ ہے ۔ اور اسکی حسن کارگذاری پر خوش اور مطمئن ۔ لیکن کیا جن اغراض اور مقاصد کو لیکر اور جن ضرورتوں اور احتیاجوں کو مدنظر رکھکر " الفضل " میدان عمل میں رونما ہوا تھا۔ وہ پوری ہو گئی ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ بلکہ ہر ایک آنیوالا دن ہمارے لئے نئی نئی ضروریات پیدا کرتا ۔ اور ہمارے سامنے نئے نئے کام لا ڈالتا ہے ۔ اسلئے اب تو ہماری جماعت کو پہلے سے بھی بہت زیادہ اخبار الفضل کے استحکام کی طرف توجہ اور سعی کرنا چاہئیے ۔ آج کل ہر ایک چیز ہی گراں اور نایاب ہو رہی ہے لیکن کاغذ اور سامان طبع کا دستیاب ہونا تو یہاں تک مشکل ہو گیا ہے کہ ہندوستان چھوڑ ولایت کا کوئی زیادہ سے زیادہ شائع ہونیوالا اخبار بھی ایک صورت و شکل پر قائم نہیں رہ سکا اور آئے دن حجم اور قیمت وغیرہ میں تغیر کرتا رہتا ہے یہ ان اخباروں کی حالت ہے ۔ جن کی اشاعت دو اڑھائی لاکھ پرچے سے لیکر پندرہ بیس لاکھ روزانہ تک کی ہے ۔ اور جنمیں سے بعض اخبار مثلاً ٹائمس ۔ ڈیلی میل ۔ ڈیلی کرانیکل ۔ ڈیلی ایکسپریس اور مارننگ پوسٹ کی آمدنیاں تو ہندوستان کی بعض بڑی بڑی ریاستوں کے برابر ہیں ۔

اس سے احباب کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے اخبارات جن کی اشاعت انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے ۔ ان کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہوگا ۔

اخبار الفضل کی نسبت ہم پیشتر ازیں بھی کئی بار توجہ دلا چکے ہیں ۔ اور اب بھی دلاتے ہیں کہ ان حالات کی موجودگی میں اس کو اپنے پاؤں پر قائم رکھنا اور باقاعدہ شائع کرنا آپ صاحبان کی مدد اور استعانت پر منحصر ہے ۔ کیونکہ اس سے زیادہ خطرناک وقت اس وقت تک اخباروں پر پہلے کبھی نہیں آیا ۔ ہاں آئندہ آنے کا خطرہ ہر وقت لگا رہتا ہے ۔ اس لئے احباب کرام کو چاہیئے کہ اخبار الفضل کی ہر طرح مدد کرنے میں خاص کوشش اور ہمت سے کام لیں ۔

ذیل میں ہم ان احباب کے نام نہایت شکریہ کے ساتھ درج کرتے ہیں ۔ جنھوں نے ۱۱ نومبر سے لیکر ۱۳ دسمبر تک اخبار کے نئے خریدار مرحمت فرمائے ۔ اور امید رکھتے ہیں ۔ دوسرے بھائی بھی انکی تقلید کرنے کی بہت جلد کوشش فرماوینگے ۔

۱۔ میاں بہادر علی صاحب راجپور — ایک خریدار
۲۔ منشی فرزند علی صاحب ۔ فیروزپور — ایک "
۳۔ میاں فضل الرحمٰن صاحب ۔ سامانہ ۔ پٹیالہ — ایک "
۴۔ میاں محمد عبد العزیز صاحب ۔ بھینی ۔ تحصیل شرقپور — ایک "
۵۔ منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی ۔ رامپور ریاست — ایک "
۶۔ بابو فضل احمد صاحب ۔ بنوں — تین خریدار
۷۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۔ پٹیالہ — تین "
۸۔ مولوی غلام نبی صاحب ۔ کلکتہ — دو "
۹۔ قاضی محمد شریف صاحب اسسٹنٹ انجنیئر ڈاکخانہ بنگی — ایک خریدار
۱۰۔ میاں محمد رمضان صاحب و شیخ محمد سلطان صاحب سوداگران چرم لودھراں — ایک
۱۱۔ عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب ۔ سکندرآباد — دو خریدار
۱۲۔ چوہدری محمد علی صاحب پٹواری ۔ سنکھترہ — ایک "
۱۳۔ میاں عبد الرحیم صاحب درزی قادیان — ایک "
۱۴۔ میاں کریم خان صاحب شموگہ ۔ ریاست میسور — چار "

۲۳

جزاکم اللہ احسن الجزاء

اسی عرصہ میں ۲۳ اصحاب خود بخود خریدار بنے ۔

مندرجہ بالا نئے خریداروں کی تعداد ایک خوش کن تعداد ہے اور ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے احباب کے دلوں میں اپنے پیارے پرچہ کی امداد کرنے کی تحریک ڈالی ہے ۔ لیکن یہ دیکھ کر ہمیں افسوس اور سخت افسوس آتا ہے کہ قریباً اسی قدر لوگوں نے وی پی واپس کر دئے ہیں ۔ ہم ایسے احباب کو کیا کہیں جو باوجود یہ معلوم ہونے کے کہ اسوقت اخبار کی امداد کرنا نہایت ضروری اور قومی فرض ہے پھر بھی اخبار بند کرا دیتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ انہیں اس قومی پرچہ کی امداد کرنے کی توفیق دے ۔ آمین ۔

شیعوں کے رسالہ اصلاح کی اصلاح

(گذشتہ سے پیوستہ)

دنیوی حکومت گورنمنٹ برطانیہ کو ملنے کی وجہ

دراصل خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ اسلئے مبعوث فرمایا ہے کہ تمام مذاہب باطلہ کا اسلام اور بانیٔ اسلام پر یہ ایک بڑا بھاری اعتراض تھا کہ اسلام میں روحانیت بالکل نہیں اسکو جو ترقی حاصل ہوئی ہے۔ تلوار کے ذریعہ ہوئی۔ اور مسلمانوں نے جبراً غیر مذاہب والوں کو اسلام میں داخل کیا تھا۔ اس اعتراض کو خدا تعالےٰ نے اس طرح دور کیا کہ حضرت مسیح موعود کو دنیاوی طور پر ایک گورنمنٹ کے ماتحت رکھکر اور آپکے ذریعہ اسلام کا تمام غیر مذاہب پر بول بالا کرکے دکہا دیا کہ دیکھو اسلام نہ پہلے تلوار کے ذریعہ سے پھیلا تھا۔ اور نہ اب پھیل رہا ہے بلکہ اس کے پھیلنے کی اصل وجہ اسکے براہین اور دلائل ہیں۔ اسی مصلحت الٰہی نے حکومت اور ملکی انتظام اس قوم کے ہاتھ میں دیدیا۔ جسکے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصارٰی۔ کہ نصاریٰ غیر مذہب والوں سے زیادہ مومنین سے محبت اور پیار سے پیش آنیوالے ہیں۔ چنانچہ اس وقت بھی احمدیوں سے گورنمنٹ کی زیادہ ہمدردی اور نیکی کا برتاؤ ہے۔ خدا ہی اس گورنمنٹ کو اس کی نیکیوں کا ثمرہ عطاء فرماوے۔ آمین ٭

دوسری وجہ

خدا تعالےٰ کے اس فعل میں دوسری حکمت یہ تھی کہ چونکہ اس زمانہ میں بکثرت مذاہب باطلہ پیدا ہو گئے تھے۔ اور شیطان اور اس کے چیلوں نے اپنا سارا زور مخلوق کی گمراہی اور اس کی روحانیت مٹانے پر لگا دیا تھا اسی لئے دنیاوی طور پر امن و امان قایم رکھنا عادل گورنمنٹ کے سپرد کر دیا تاکہ حضرت مرزا صاحب کو شیطان اور اسکے فتنوں کے مقابلہ کے لئے وافر وقت مل جائے۔ اور نظام ملکی کے بکھیڑوں سے آپ کو بکلی فارغ کر دیا جائے۔ پس نبی ہر بات جو رسالات الٰہی کے خلاف نہ ہو کسی بادشاہ کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے۔ کافر کی طرف سے ہو یا مسلمان کی طرف سے مان سکتا ہے۔ دیکھئے بنو قریظہ کے قضیہ کا فیصلہ ایک غیر مسلم کے ہی سپرد کیا گیا تھا۔ اور جو اس نے فیصلہ دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو تسلیم کیا۔ کیا اس سے آپکے متعلق یہ کہا جائیگا کہ آپ نبی نہیں رہے۔ ہرگز نہیں۔ پس کسی کی بھلی بات ماننا کسی نبی کے لئے ممنوع نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لبید کے اس مصرع الا کل شیٔ ماخلا اللہ باطل کو تسلیم کرتے۔ اور ان الفاظ اس کی تعریف کرتے ہیں :-

اصدق کلمۃ قالہا لبید الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل

اگر کوئی لا تطع منہم اثما او کفورا کو پیش کرے۔ اور کہے کہ قرآن کریم کافر اور گنہگار کی اطاعت کرنے سے روکتا ہے۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ کسی گنہگار کی گناہ کے کام میں اور کسی کافر کی کفر کے کام میں اطاعت نہ کی جائے۔ نہ یہ کہ اس کی کوئی بات بھی نہ مانی جاوے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے وقت کفار کی بات مان کر ہی حج کا ارادہ ملتوی کیا تھا پھر لا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہوٰہ کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جو شخص اپنی نفسانی خواہشات پر چلتا ہے تو اس کام میں اس کی اتباع نہ کر۔ پس ایسے قوانین پر کاربند ہونا جس سے ملک میں امن قائم رہے۔ اور حقدار کو اس کا حق دلایا جائے۔ اور ظالم کو اس کے کردار کی سزا دیجائے کونسی بری بات ہے۔ اور کیا قرآن کریم کا بھی یہی منشا نہیں اور لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا کا یہی مطلب نہیں کہ جب ملک میں امن قائم ہو۔ تو پھر تم امن شکن نہ ہو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ مفسدین کو پسند نہیں کرتا۔ پس جبکہ امن و صلح رہنا کوئی بری بات نہیں۔ بلکہ بھلی بات ہے۔ اور قرآن شریف کے منشا کے عین مطابق تو پھر اس کی اتباع ناجائز کس طرح ہو گئی ٭

ایڈیٹر اصلاح کی غلطی اور اسکی اصلاح

ایڈیٹر اصلاح کو تعصب اور بغض نے اندھا کر کے مندرجہ ذیل آیت کے معنے نہیں سمجھنے دیئے۔ ورنہ وہ کبھی حضرت مرزا صاحب پر یہ اعتراض نہ کرتا۔ اب ہم اسکے صحیح معنے لکھتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر اصلاح کا علاج نہیں ہو گیا۔ تو وہ بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ورنہ اور لوگ فائدہ اٹھائینگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اے ایمان والو اللہ و رسول کی اطاعت کرو۔ اور اولی الامر کی بھی (بادشاہ اور ڈاکٹر کی مثال سے ہم اس مسئلہ کو پیچھے واضح کر آئے ہیں) چاہے وہ مسلمان ہو یا نہ مسلمان۔ اگر کوئی کہے کہ اس میں لفظ منکم ہے۔ جس سے پتہ لگتا ہے کہ بادشاہ ہم مذہب یا ہمقوم ہی ہونا چاہیئے۔ ورنہ اسکی اطاعت جائز نہیں۔ لیکن اگر منکم سے یہ مطلب لیا جاوے۔ تو دو مشکلیں پیدا ہونگی اول تو یہ کہ مسلمانوں میں ابھی بیسیوں فرقے ہو گئے ہیں۔ جو ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگاتے۔ اور اپنے مخالفوں کو گمراہ بتاتے ہیں۔ اس لئے اگر کوئی مسلمان ہی حکمران ہو۔ تو بھی اس کی اطاعت نہیں ہو سکیگی۔ کیونکہ وہ کسی ایک فرقہ کے اعتقاد رکھنے والا ہو گا۔ اور دوسرے فرقوں والے اپر کفر کا فتوےٰ لگا کر اسے منکم سے خارج کر دینگے۔ اور اس کی اطاعت کرنا اسلام کے رو سے ناجائز سمجھیں گے۔ پھر اگر منکم سے مراد ہمقوم لیا جائے۔ تو اس صورت میں بھی امن قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ مغل کہیں گے۔ اگر بادشاہ مغل ہو گا۔ تب ہی ہم اس کی اطاعت کرینگے۔ پٹھان کہینگے۔ بادشاہ پٹھان ہی ہو گا۔ تو ہم اس کی اطاعت کرینگے۔ اور اس طرح کوئی کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کریگا۔ اور شر و فساد پھیلا کر سمجھیگا کہ میں اسلام کے عین مطابق کر رہا ہوں۔ کیا وہ لوگ جو منکم کے معنے ہم قوم یا ہم مذہب کرتے ہیں۔ انہیں شرم نہیں آتی کہ وہ اسلام کو مخالفین کی نظر میں ایسا خطرناک ثابت کرتے ہیں کہ اسپر چلنے کی وجہ سے دنیا پر امن و امان اور صلح و آشتی کا نام و نشان نہیں رہتا

ان معنوں کی رو سے دوسری شکل یہ پیدا ہوگی۔ کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم۔ قیامت کے روز کفار سے سوال کیا جائے گا کہ کیا تمہاری طرف رسول نہیں آئے تھے۔ تم میں سے اب اگر منکم سے مراد ہمقوم ہی ہیں یا ہم مذہب تو کیا ہندو یہ نہ کہدینگے کہ رسول اللہ ہماری طرف مبعوث نہیں ہوئے کیونکہ وہ ہمارے ہم مذہب تھے اور نہ ہمارے ہمقوم۔ حالانکہ آپ تمام جہان کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ اور تمام مسلمانوں کا

یہی عقیدہ ہے ؂

منکم کا صحیح مطلب

من بمعنی فی اور علی بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ سورہ انبیار میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ونصرناہ من القوم الذین کذبوا بایتنا۔ کہ ہم نے نوح کو اسکے مکذبین پر نصرت دی۔ پس اولی الامر منکم کا یہ مطلب ہوا کہ اطاعت کرو ایسے اولی الامر کی جو تم پر حکمران ہوں یا تم میں جو حکومت کرتے ہوں۔ اگر مطلق اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو ایک غیر ملک کا بادشاہ دوسرے ملک کے بادشاہ کی رعایا کو یہ کہہ کر کہ میں بھی اولی الامر ہوں۔ اس لئے تم پر میری اطاعت بھی فرض ہے۔ اس شبہ کے ازالہ کے لئے تم میری اطاعت کرو۔ خدا تعالےٰ نے منکم کا لفظ استعمال کرکے یہ بتلا دیا کہ تم پر جو اطاعت فرض کیگئی ہے تو انہی حکام کی ہے۔ جو تم میں اور تم پر حکمران ہیں کسی غیر ملک کے حاکم کی نہیں۔ اور اس طرح یہ اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم امن کو قائم رکھنے کے لئے نہایت موزون ہے۔ کیونکہ اکثر فساد اور بغاوت اسی طرح ہوتی ہے کہ ایک ملک کی رعایا دوسرے ملک کے بادشاہ سے ملجاتی ہے ؂

یہاں تنازع سے کونسا تنازع مراد ہے

دوسری بات کسی غیر کی اطاعت کے متعلق یہ پیش کیجاتی ہے کہ فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول۔ اگر تم میں کوئی اختلاف ہو۔ تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے جاؤ یعنی ان کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔ اس آیت سے حاکم اور رعایا کا تنازع مراد لی جاتی ہے۔ حالانکہ یہاں بادشاہ اور رعایا کے اختلاف کا ذکر نہیں۔ کیونکہ حکمران کا مقابلہ بغاوت ہے اور بغاوت کو اسلام کبھی جائز نہیں قرار دیتا۔ یہاں اس تنازع کا ذکر ہے۔ جو مومنین میں پیدا ہو۔ چنانچہ اس کی تصدیق اگلی آیت سے ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ فلا وربک لا یومنون حتے یحکموک فیما شجر بینھم۔ کہ اپنے اختلافات میں اگر تنازع کرنے والے تجھ کو (آنحضرتؐ کو) حکم نہ بنا دیں یعنی شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو وہ مومن ہی نہیں ہو سکتے ؂

پس دنیاوی معاملات میں اولی الامر کی اطاعت کرنا نہ صرف ضروری بلکہ فرض ہے۔ اور انبیاء سے بڑھ کر اور کون فرائض کو ادا کرنے کا خیال اور اہمیت رکھتا ہے۔ اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جسقدر زور سے گورنمنٹ کی فرمانبرداری کا اعلان شایع کیا۔ اور دوسروں کو اطاعت شعاری کی تعلیم دی۔ اسی قدر آپ کی شان بہت اعلیٰ نظر آتی ہے نہ کہ اس سے کسی قسم کا آپ پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ ہاں وہ لوگ جن کے دلوں میں کچھ اور ہے اور زبان پر کچھ اور ان کو حضرت مسیح موعود کے گورنمنٹ کے متعلق وفادارانہ خیالات ناگوار گذرتے ہیں۔ اس لئے وہ آپ پر بیجا حملہ کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے حملے بجائے کسی قسم کا نقصان پہنچانے کے آپ کی شان کو اور زیادہ واضح اور روشن کرتے ہیں۔ اور اپنے لوگوں کے دلوں کے خطرناک خیالات دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں ؂

آریہ سماج کی قابل رحم حالت

یہ مسلم بات ہے۔ کہ جو مذہب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اُس کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور دنیا کی کوئی سخت سے سخت مخالفت بھی اس کو جنبش نہیں دے سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور احسان کے پانی سے اس کی نشوونما ہوتی ہے۔ مگر وہ مذہب جو خدا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ ایسے انسانی دماغوں کا نتیجہ ہو۔ جو نور معرفت سے خالی اور تعلق باللہ سے تہیدست ہوں وہ با دِ مخالف کے ایک معمولی جھونکے کی برداشت کی بھی طاقت نہیں رکھتا ؂

گذشتہ پرچہ میں ہم آریہ سماج کے تعداد چندہ کی اطلاع ناظرین کرام کو دے چکے ہیں جو واقعہ میں اس قوم کے لوگوں کا قابل قدر ایثار کا نمونہ ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ یہ مذہب سچائی پر مبنی بھی ہے کیونکہ آریہ سماج کی بنیاد [illegible] ہے۔ اس لئے وہ کبھی اور کسی صورت میں اسلام کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ جو اس خدا کی طرف سے ہے جو تمام جہانوں کا بغیر مادہ اور روح کی مدد کے واحد خالق ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آریہ سماج کے متعلق فرمایا تھا اور اس وقت فرمایا تھا جبکہ یہ بہت زوروں پر تھا کہ :-

"ابھی تم میں لاکھوں اور کروڑوں انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے۔ کیونکہ یہ مذہب آریہ کا زمین سے ہے نہ آسمان سے۔ اور زمین کی باتیں پیش کرتا ہے نہ آسمان کی۔" تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۶

پس یہ وقت قریب ہے گویا دروازہ پر کھڑا ہے۔ کیونکہ خدا کے مسیح اس زمانہ کے نبی کی بات کے پورے ہونے کے سامان ہمیں نظر آرہے ہیں۔ جن کا آریہ سماج کو خود بھی اقرار ہے۔ کسی قوم میں کام کرنیوالے دو ہی طبقہ ہوا کرتے ہیں۔ ایک جوان دوسرے پختہ عمر والے لیکن آریہ سماج کی طرف سے ہمارے کانوں میں ان دنوں یہ آواز آرہی ہے کہ ان میں سے یہ دونوں طبقے کام کرنے کے ناقابل ہیں۔ یعنے یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کو تبلیغ مذہب کے ناقابل قرار دے رہے ہیں۔ جب یہ حالت ہے۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ وید پرچار کس طرح ہوگا۔ اور یہ ناؤ کیونکر بھر ہلاکت سے بچ سکیگی ؂

اسوقت ہمارے سامنے روزانہ بلیٹن لاہور ہے جسمیں آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ کے بعض قابل اور مشہور لیکچراروں کے لیکچروں کا خلاصہ شائع ہوا ہے۔ صفحہ اول پر رائے بہادر ماسٹر آتما رام صاحب کا لیکچر بعنوان "وید اور ان کے پرچار کا طریق" درج ہے۔ ماسٹر صاحب ایک قابل اور مشہور آریہ سماجی ہیں اور آپ سماج میں خاص عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ نے لیکچر میں بیان کیا :-

"کہ ویدوں کا پرچار آریہ سماج کے موجودہ نوجوان نہیں کر سکتے۔ جن کے بدن میں جوش اور فضول جوش ہے۔ بلکہ یہ کام مہا پرشوں کا ہے۔ مگر بد قسمتی سے آریہ سماج میں جو لوگ بان پرستی بننے کے لائق ہیں وہ گھروں سے ہی نہیں نکلتے۔"

ماسٹر صاحب نے صاف طور پر بتلا دیا ہے کہ نوجوان چونکہ جوشیلی طبیعت رکھتے ہیں اسلئے وہ اس قابل نہیں کہ اشاعت مذہب کر سکیں اور جو اس قابل ہیں وہ ادھر توجہ نہیں کرتے۔

مگر بلیٹن کے اسی پرچہ میں "ایک خاص لیکچر" کا عنوان دیکر ایک نوجوان مہاشہ صاحب کے لیکچر کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔ جن کے متعلق اسی اخبار میں تو صیفی کلمات موجود ہیں آپ کہتے ہیں کہ:-

"آریہ سماج کے اوپدیش کو پورا کرنے کے لئے بوڑھوں کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی رگوں میں خون کافی مقدار میں نہیں ہے۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القول المحمود فی شان المحمود

مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کے رسالہ القول الممجد فی تفسیر اسمہ احمد کا جواب شائع ہو گیا

احمدی احباب یہ سُنکر بہت خوش ہونگے۔ کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے جو کتاب القول الممجد فی تفسیر اسمہ احمد لکھی تھی۔ اور اسپر انکو بڑا ناز تھا اس کا جواب عالم حقائق آگاہ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے ماہ رمضان ہی میں لکھدیا تھا۔ اب وہ حسب ارشاد حضرت خلیفۃ ثانی چھپ گیا ہے اور عنقریب امرتسر سے جلتی پہنچنے والی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اس کتاب کو بہت جلد منگوا کر جلسہ سے پہلے پہلے پڑھ لیں تا ہر قسم کے فتنوں سے بفضل ربی محفوظ مصوُن رہیں۔ القول الممجد کے بارے میں مولوی محمد علی صاحب نے غیر مبائعین کو تحریک کی تھی کہ اسکی ایک ہزار جلدیں مبائعین میں تقسیم کیجائیں۔ اسلئے ضروری ہے کہ ہمارے دوست اسکے جواب میں اس سے دگنی جلدیں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ رسالہ القول المحمود نہایت عالمانہ رنگ میں لکھا گیا ہے۔ اور ایسا دندان شکن جواب ہے کہ مولوی صاحب امروہوی بھی یاد کرینگے۔ باایں ہمہ القول الممجد کی طرح مہمل و مبہم نہیں بلکہ عام فہم ہے۔ سید سرور شاہ صاحب نے کھول کھول کر لکھا ہے اور جہاں کوئی علمی مسئلہ آیا ہے اسے ایسی طرز میں لکھنے کی کوشش ہے کہ عام لوگ بھی سمجھ سکیں (گو بعض عربی عبارات کے ترجمے رہ گئے ہیں) حجم ۱۸۰ صفحے ہے کاغذ سخت گراں ہونیکے باوجود بہت اچھا لگایا گیا ہے۔ لیکن قیمت نہیں بڑھائی گئی صرف ۸ر دفتر تشحیذ قادیان سے ملیگا۔ نمونہ کے طور پر القول المحمود کا کچھ حصہ نقل کیا جاتا ہے جسمیں مولوی محمد احسن صاحب کے ان دو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہونے کے ادعا کی حقیقت کو مبرہن کیا گیا ہے جن کے کاندھوں پر مسیح موعود علیہ السلام نے نازل ہونا تھا۔ حضرت اقدس نے ایک پرائیویٹ خط میں صرف یہ لکھا تھا۔ مجھے کئی دفعہ یہ خیال دل میں گذرا ہے کہ حدیث جس میں یہ لکھا ہے کہ مسیح موعودؑ کو دیکھا گیا کہ دو آدمیوں کے کاندھوں پر اس نے ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہ دو آدمی یہی ہیں۔ اب دیکھئے یہاں نہ تو فرشتوں کا ذکر ہے نہ ان دو آدمیوں کے نام ہیں مگر مولوی محمد احسن صاحب بریکٹ ڈال کر لکھتے ہیں (یعنی مولوی نورالدین صاحب اور دوسرے خاکسار) اسپر مولانا سید سرور شاہ صاحب اپنے رسالہ القول المحمود میں یہ تبصرہ فرماتے ہیں:۔

(۱) یہ خاکسار بھی عجیب ہے خدا کا مسیح کہتا ہے کہ احمد جمالی اور محمد جلالی نام ہے۔ اور یہ خاکسار فرماتے ہیں۔ کہ لغت اور قرآنی سیاق و سباق کی رُو سے احمد جلالی اور محمد جمالی محض ہے اور اسکے خلاف کہنے سے قرآنی فصاحت و بلاغت برباد ہو جاتی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے مسیحؑ نے لغت اور قرآنی سیاق و سباق کے خلاف کرکے قرآنی فصاحت و بلاغت کو برباد کیا۔

(۲) پھر خدا کا مسیحؑ آنحضرت صلعم کو مجدد اعظم لکھتا ہے اور یہ خاکسار ارشاد فرماتے ہیں کہ "آپکی نسبت مجدد کا لفظ ہرگز جائز نہیں گو باعتبار ایک معنی بعید در بعید کے کوئی مجدد کہدے۔ مگر ایسے معنے بعید کا لینا آنحضرتؐ کی ایک قسم کی توہین ہے کیونکہ کسی قول اور فعل کو جو قرآن مجید کے مخالف ہو اسکے ساتھ تمسک کرنا قرآن مجید اور حدیث صحیح میں اتخاذ ارباب فرمایا گیا ہے۔" اس عبارت میں خدا کے مسیحؑ کو ناجائز کام کرنیوالا اور آنحضرتؐ کی ہتک کرنیوالا اور قرآن مجید کے خلاف قول اور فعل کرنیوالا بیان کیا ہے کیونکہ آپ خاکسار خوب جانتے ہیں کہ خدا کے مسیحؑ ہی نے لیکچر سیالکوٹ میں آنحضرت صلعم کو مجدد اعظم لکھا ہے۔ اور اسی وجہ سے لکھا ہے کہ ایسے قول سے تمسک کرنا اتخاذ ارباب ہے ورنہ اور کس کے قول و فعل سے تمسک کیا جاتا ہے یا اسکو حجت شرعی بنانے کا آپکو خطرہ لاحق ہوا ہے۔

(۳) پھر خداوند تعالیٰ اپنے مسیح کو حکم عدل علی الاطلاق بنائے آنحضرتؐ آپکو حکم عدل علی الاطلاق فرمائیں۔ اور خدا کا مسیح بھی فرمائے کہ جو مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ ہر بات میں میری اطاعت کرتا ہے اور ہر امر میں مجھے حکم ٹھیراتا ہے اور مستثنے کی ہے۔ تو منکر کو۔ ایسا نہیں کرتا۔ پر یہ خاکسار ہر حکم علی الاطلاق بلکہ متشابہات اور احادیث ضعاف میں مسیحؑ کے حکم ہونیکو بند کرتے ہیں۔

(۴) پھر مسیحؑ کو اسکے بھی قابل نہیں سمجھتے اور فرماتے ہیں کہ احادیث ضعاف بھی مسیح کے قول اور الہام پر مقدم ہیں چلو حکم ہونے سے جواب ہی دیدیا۔

(۵) پھر خداوند تعالیٰ اپنی وحی میں اپنے مسیح کو یا ایھا النبی اور رسول فرماتا رہا۔ صحیح حدیثوں میں آنحضرتؐ نے مسیح موعود کو نبی فرمایا اور خدا کا مسیحؑ اپنے آپکو نبی اور رسول لکھتا اور فرماتا رہا۔ لیکن یہ خاکسار فرماتے ہیں کہ مسیح موعودؑ کو نبی کہنے سے چونکہ آنحضرتؐ کی نسبت ایک اشتباہ نقص کا پیدا ہوتا ہے۔ لہذا یہ لاتقولوا راعنا کے ماتحت ممنوع ہے اس خاکساری کے مظاہر تو اس رسالہ میں اسقدر کثرت سے ہیں جنکا شمار بھی تطویل کا موجب کیوں نہ ہوں۔ آخر ابھی اپنے برخوردار سید محمد یعقوب کی وساطت سے آپ ایسے کامل اور مکمل سید آل رسول بنے ہیں جو کہ خداوند تعالیٰ اور اسکے رسول مسیحؑ بن مریم کے درمیان جبریل کے قائم مقام اور واسطہ فیض رساں بنے ہیں۔ اسی وجہ سے فرقان حمید اگر مجید ہے تو آپکی کتاب جو کہ اس منصب عالی پر فائز ہونے کے بعد تصنیف فرمائی ہے مجید سے بڑھکر بصیغہ مبالغہ الممجد ہے۔ اور یہ نام اسی وجہ سے رکھا ہے تاکہ ابتدا ہی سے خاکساری کا پتہ لگ جائے اور یہ بھی نام ہی سے معلوم ہو جائے کہ یہ مظاہر خاکساری سے پُر ہے۔

(۶) اور پھر اسرائیلی مسیحؑ ہی کی استاذی کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ محمدی مسیحؑ کی استاذی کا بھی ساتھ ہی ہے چنانچہ اسکے بعد حضرت مسیح موعودؑ کا خط آپنے نقل کیا ہے اسکے ابتدا میں آپ لکھتے ہیں:۔

"حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء باوجودیکہ مسیح موعود مہدی معہود تھے علوم ظاہر میں خاکسار سے استفسار اور استشارہ فرمایا کرتے تھے۔" آخر استفسار وہی کرتا ہے جسکو خود نہ آتا ہو اور جو استفسار کرنے والے کو بتاتا ہے وہی اُستاد اور معلم ہوتا ہے اور ہو اب معلوم ہوا سے دگر استاد را نامے ندانم ÷ کہ خواندم در دبستان محمد سے معلوم ہوا کہ دبستان محمدؐ میں جو علوم ظاہر مسیح موعودؑ کے لیئے حل نہ ہوئے تھے انکی نسبت خدا کا مسیحؑ مونا

ے استفسار کیا کرتا تھا اور شاید اسی رفیع الشان فی سے مولانا صاحب کو سب کلاموں کے معانی اور الفاظ پر اقتدار حاصل ہوا ہے کہ جس طرح چاہیں ان میں تبدیلی اور کمی اور بیشی فرما سکتے ہیں خواہ وہ کلام خداوند تعالیٰ کا ہو۔ یا رسول کا یا کسی اور انسان کا چنانچہ میں بتا آیا ہوں کہ مرقات کی عبارت کے معنوں میں کس کامل اقتدار سے کام لیا ہے کبھی تو فانہ لیس لہ اسم جامد (سو یقیناً آنحضرتؐ کے لیے کوئی نام جامد نہیں۔ اصل ترجمہ) کے معنے کیئے۔ (کیونکہ آنحضرتؐ کے تمام اسماء آپکی صفات ہی ہیں آپکا کوئی نام ایسا نہیں ہے جو علم ہو کر بمنزلہ جامد ہو جانے"۔ اور کبھی ولہ صفات باقیۃ علیٰ اصلھا (اور آپکے لیئے صفات ہیں جو اپنی اصلیت پر باقی ہیں۔ اصل ترجمہ) کے معنے لکھے جاتے ہیں۔ "اور آپکے جو اسماء صفاتیہ ہیں آپ کی صفات اصلیہ پر باقی ہیں"۔ اور کبھی یہ اقترار دکھایا جاتا ہے کہ مرقات والے نے اپنی اس عبارت میں دو صورتیں بیان کی ہیں پہلی صورت کو الظاھر (ظاہر ہے اصل ترجمہ) سے شروع کیا تھا اور دوسری صورت کو الاظھر (بہت ظاہر ہے اصل ترجمہ) کے ساتھ شروع کر کے بتایا تھا کہ پہلی صورت چنداں محبوب پسند نہیں اور دوسری صورت زیادہ اچھی اور پسند ہے اور مولانا صاحب نے اپنی تائید اپنے اقتدار کے ساتھ پہلی عبارت سے نکالنی تھی۔ جس کو دوسری صورت کا الاظھر خود ہی رد کر دیتا تھا۔ تو مولنا صاحب نے یہ کیا کہ پہلی صورت میں الظاھر کے معنے یہ کر دیئے کہ "یہ بات ظاہر تر ہے"۔ جو کہ الظاھر کے نہیں بلکہ الاظھر کے معنے ہیں۔ اور دوسری صورت سے والاظھر ان المراد من الاسماء ھو المعنی الاعم منھما کے معنے فرماتے ہیں۔ "اور لفظ اسماء عام ہے"۔ اور الاظھر کے معنے ظاہر بھی نہیں کرتے۔ بلکہ بالکل اڑا کر دوسری صورت ہی نہیں رہنے دیتے۔ بلکہ دوسری صورت کو پہلی کا تتمہ بنا دیتے ہیں ٭

(۷) پھر ایک حدیث کا ٹکڑہ نقل کر کے فرماتے ہیں کہ "یہ بشارت باسم احمد مذکور ہے"۔ حالانکہ اسمیں اسم احمدؐ کا نام و نشان تک نہیں ہے ٭

(۸) پھر قرآن مجید میں جو یا ایھا الذین امنوا کونوا انصار اللہ الخ آیا ہے۔ اس میں ہرگز صحابہؓ کی ایک قسم کا نام انصار نہیں رکھا گیا اور یہ بزرگ فرماتے ہیں۔ " انکا یہ نام صفتی انصار رکھا گیا ہے لیکن حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب کا نام انصار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں رکھا گیا بلکہ حواریین رکھا گیا اور اس آیت میں جو مہاجرین کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔ اس میں یہ نکتہ ہے الخ

(۹) پھر تحریف معنوی سے تحریف لفظی بہت بڑھکر ہے یہاں تک کہ شاہ ولی اللہ صاحب جیسے پاک دل لوگوں نے اس سے انکار ہی انکار کر دیا ہے۔ کہ یہود وغیرہم نے تحریف لفظی کی ہو۔ لیکن آپکو ایسا اقتدار حاصل ہوا ہے کہ الفاظ میں بھی کمی بیشی فرماتے رہے ہیں میں نے بتایا ہے کہ آیت فلا و ربك لا یومنون حتّی یحکموك الایۃ میں کوئی اِنّ تاکید مضمون جملہ کے لیئے نہیں آیا۔ لیکن جناب اپنے اقتدار سے لکھتے ہیں "پھر وہ نفی ایمان کی جو حرف انّ کے ساتھ ہے جو تحقیق مضمون جملہ کے لیئے آتا ہے"

(۱۰) پھر بائیبل کا ایک حوالہ لکھتے ہیں ورس ۲۶ "تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے مسیح کو اس نبی عظیم الشان کے زمانہ سے بھیجا" اب بائیبل کی عبارت میں یہ فقرہ ہرگز نہیں ہے کہ " پہلے اس نبی عظیم الشان کے زمانہ سے" اور حضور نے اپنے اقتدار سے زائد کر دیا ہے یہ ہیں اس عجیب خاکساری کے مظاہر ٭

مولوی محمد احسن صاحب کو ہی امیر قوم کیوں نہ بنایا جائے

مولوی محمد علی صاحب نے امروہی صاحب کی جو پوزیشن دکھائی ہے کہ انکا وجود مغتنمات سے ہے اور وہ یادگار مسیح موعودؑ ہیں اور انکو ناطق ہیں اور انکی باتیں ایسی ہیں جیسے کہ ہم خود حضرت مسیح موعودؑ سے سنتے تھے تو ایسے افضل القوم کی موجودگی میں مولوی محمد علی صاحب کو کیا حق امارت ہے بہتر ہے کہ مولانا امروہی کو اس مبارک موقعہ پر کہ قوم کا ۲/۳ حصہ جمع ہونے والا ہے اتفاق کے ساتھ امیر بنا لیا جائے کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی جانشین وہی ہونا چاہیئے جسکا کلام آنجناب کا کلام ہو اور جسکی موجود ایسی ہی ہو کہ اختلاف ہو جیسے مسیح موعودؑ کی اس طرح عجب نہیں کہ اور بھی بہت سے لوگ آپ کے ساتھ مل جائیں۔ اور اس طرح بہت سا روپیہ اکٹھا ہو سکے جو اصل مقصود ہے

مولوی محمد احسن صاحب کے تین خطوط

پہلا خط

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اشتہار تنویر الابصار آپکی خدمت عالی میں پہنچا ہوگا بلکہ پہنچا ہے علاوہ اسکے یہود امرتسری کی نسبت کو اسمیں ظاہر کیا گیا ہے مقبرہ بہشتی اور حضرت اقدسؑ کی نبوت کا ثبوت اور آپکی وفات شریف علیٰ منہاج النبوت واقع ہونا خود اسکی حدیث پیش کردہ سے اور دیگر احادیث مسلمہ خصم سے واضح کر دی گئی ہے اسلیئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کل اشتہار تنویر الابصار یا صرف لیاقت یہود امرتسری کی آپ اپنے اخبار دُر بار میں طبع فرما دیجئے۔ یہود عنود امروہیہ بفضلہ تعالیٰ فتح عظیم حاصل ہوتی ہے اور باوجودیکہ خاکسار سخت بیمار ہو گیا تھا کہ امید بچنے کی نہ رہی تھی مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور آپکی دعاؤں کے اثر سے خاکسار صحیح بھی ہو گیا اور یہود عنود دکنود ذلیل و خوار ہوئے خاکسار قریب تر خدمات عالیہ میں پہنچتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ از احمد اللہ خان صاحب و جماعت سلام سنت الاسلام قبول ہو۔ جناب کا خط پہنچا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی نسبت جو جناب نے ارشاد فرمایا کہ بڑا چالاک ہے۔ بھلا اسکی چالاکی بمقابلہ حق کے پیش جا سکتی ہے؟ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا اسپر ایسا رعب طاری ہوا کہ دو سہ مرتبہ بلایا گیا خوبی بدرا بہانہ جیسا ردہ نہ آسکا اور یہود عنود امروہہ کے سخت ذلیل و خوار ہوئے باوجودیکہ خاکسار سخت بیمار رہا۔ والسلام خیر ختام محمد احسن از امروہہ ۱۰- اگست ۱۹۰۸ء

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بعض احباء کے خطوط سے حالات ناگفتہ بہ معلوم ہوئے ظھر الفساد فی البر و البحر انا للہ و انا الیہ راجعون (۲) میری رائے ناقص میں کفر و کافر کی بحث میں آپنے تبلیغ کامل کر دی ہے اب آیندہ اس بحث کی طرف

باکل توجہ نہ فرماویں - لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم
خاکسار تو ابتدا سے ایسے لوگوں کو مخاطب ہی نہیں کرتا
جو علوم دینی سے ایسے ناآشنا ہیں کہ قرآن مجید کے
متن کو بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے ہاں افسوس یہ ہے
کہ جہلا فریقین کے گمراہ ہوتے چلے جاتے ہیں - مگر کیا کیجئے
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی - لیکن یہ فتنہ چند
روزہ ہے مگر بہت بڑا فتنہ ہے والفتنۃ اشد من القتل
کا مصداق ہے اور افسوس بڑا افسوس یہ ہے کہ اس کے
دفع کے لئے ابھی تک کوئی قائم نہیں ہوا میرا حال ہے
کہ آنکھیں تاریک ہیں اور روز بروز تاریک ہوتی چلی جاتی
ہیں کمر میں درد ایسا ہے کہ بیٹھا نہیں جاتا بغیر امداد
برخوردار سید محمد یعقوب کے کوئی کام تحریر کا نہیں ہو سکتا
یہ خط بڑی دشواری کے ساتھ اپنے ہاتھ سے لکھا ہے
ارواح حیوانی وطبعی ونفسانی جو مرکب روح انسانی
کا ہیں بہت ضعیف ہو گئیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک
سے امید ہے کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند اس میں
اللہ تعالیٰ کا معاملہ میرے ساتھ ایک عجیب معاملہ ہے
کہ ان فتنوں کی خبر پیشتر سے بذریعہ فراست والقائے
ربانی مجھکو معلوم ہو جاتی ہے برخوردار محمد یعقوب
کو یہی وجہ ہے ملازم نہ کرایا وغیرہ وغیرہ حالانکہ جملہ احباب
مصر ہو رہے تھے تقریظ جو لکھی گئی تھی وہ باصرار مکرر
حضرت خواجہ صاحب کے لکھی گئی تھی اب وہ الحکم میں طبع
ہوئی اُسکے بعض فقرات اگر غور سے مطالعہ کیے جاویں تو
بحکم العاقل تکفیہ الاشارہ کے اُس سے بہت سی بنا بر
مقاصد کامل صریح معلوم ہو سکتا ہے حسب مثل مشہور کہ
الکنایۃ ابلغ من التصریح (۳) آپکے اور حضرت
نواب صاحب کے استعفا سے سخت رنج ہے اگرچہ حدیث
شحاً مطاعاً کی صحیح ہے لیکن ابھی تک وقت نہیں آیا
تھا جو آپ اس میدان سے علیحدہ ہو گئے یعنے اس
صدمہ سے نوٹس نمبر .. .. کے جواب میں
جو کچھ لکھکر روانہ کیا ہے اسکی نقل واسطے مطالعہ جناب
کے ارسال ہے مناسب خدمات سے یاد دشاد فرماتے
رہیں - از امروہہ شاہ علی سرائے خاکسار محمد احسن
مورخہ ۶ - ستمبر ۱۴ء

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بحضور جناب خلیفۃ المسیح والمہدی حضرت میرزا بشیر الدین
محمود احمد صاحب فضل عمر دام اقبالکم واجلالکم -
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مرحمت نامہ مخیّر صدور فرما کر
اعزاز داریں بخشا و رسالہ انہ لقول فصل وما ھو بالہزل
کو خاکسار نے جناب والد صاحب کو سنایا دعاوی صادقہ
اور مصدقہ سنکر ایسے خوش ہوئے کہ عوارض لاحقہ متعلقہ
پیری و دیگر امراض کو فراموش کر دیا اور کہنے لگے
کہ الحمد للہ یعنے وہ وقت پا لیا کہ جس کا میں سالہا
سال سے منتظر تھا اور فرمایا کہ تحفۃ الملوک کا سخت
انتظار ہے عرض کر دو کہ روانہ فرما دیا جاوے اور
حضور کی طرف سے ارشاد ہے کہ ہمیں بہت دنوں
تک خیریت سے آگاہی نہیں ملتی یعقوب جلد بہ حالات
طبیعت سے اطلاع دیتا رہے سخت تاکید ہے - یعنے
تو چاہتا تھا مگر والد صاحب نے فرمایا کہ جناب والا امور
مہمہ دینیات میں مستغرق ہیں آپکے استغراق میں فرق
آجاویگا بدیں وجہ کوتاہی مراسلت واقع ہوئی آئندہ
انشاء اللہ تعالیٰ کوتاہی نہیں ہوگی یہاں پر آل فرعون
لاہوریوں کی نسبت لکھتا ہوں جناب والد صاحب
کی طرف سے لکھتا ہوں خارجاً معلوم ہوا کہ اس رسالہ
الفضل کو ایک شیطان نے یہ کہا کہ مصنف رسالہ شریر
ہے کذاب ہے چالباز ہے میں سارے پردے اس کے
کھولوں گا - یہ قول تو اُس کا ایک ادنیٰ ہے - اُس کا
تو وہی حال ہے جو فرعون کا تھا وقال فرعون ذرونی
اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل
دینکم او ان یظہر فی الارض الفساد ما
اریکم الا ما اریٰ وما اھدیکم الا سبیل
الرشاد انشاء اللہ تعالیٰ اگر بالآخر توبہ نہ کی تو غرق
طوفان ضلالت میں ہو جاویگا - آمین - اور جناب
والد صاحب نے مجھکو یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ کچھ رسائل
جو یہاں موجود ہوں واسطے تقسیم کے بخدمت جناب
مفتی محمد صادق صاحب مفت روانہ کر دیئے جاویں
انشاء اللہ امروز فردا روانہ کرتا ہوں - پروفیسر کالج
بھاگلپور جناب مولانا عبد الماجد صاحب کو کچھ
ابتلاآت مقدمہ کے واقع ہیں اور اسی وجہ کر رسالہ
القول المعروف فی اجتماع الخسوف والکسوف حیز
تعویق میں واقع ہو گیا ہے - اُنکے واسطے بہت دعا
فرمائی جاوے - امراض خارش وغیرہ بدستور لاحق
ہیں اسلیئے والد صاحب کہتے ہیں کہ بہت دعا فرمائی
جاوے - اور چونکہ مجھکو حکم تاکیدی ہے اسلیئے واسطے
اطلاع کے عرض کیا گیا - والسلام خیر ختام -
عاجز سید محمد یعقوب پسر سید محمد احسن امروہہ
شاہ علی سرائے
مورخہ ۱۱ - فروری ۱۹۱۵ء

ان تینوں خطوں میں سے پہلا خط ۱۰ - اگست ۱۹۰۸ء
کا لکھا ہوا ہے یعنی ابھی حضرت اقدس علیہ السلام کی
وفات پر چالیس دن بھی بمشکل گذرے تھے جس سے معلوم
ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس سے
جو کچھ سیکھا وہ اسے کیا سمجھے اور آپکی وفات کے بعد
اپنا فرض کیا سمجھتے تھے - سو اس خط کے ملاحظہ سے معلوم
ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب اپنا **فرض حضرت مرزا
صاحب کی نبوت کا ثبوت** سمجھتے تھے - اور جو آپکی
نبوت نہ مانے اسے یہود عنود بلکہ کنود تک کہنے کو تیار تھے۔

دوسرا خط ۶ - ستمبر ۱۴ء کا لکھا ہوا ہے اور پہلے خط
کی طرح خود آپکے قلم کا لکھا ہوا - اس سے معلوم ہو سکتا ہے
کہ خلافت اولیٰ کے وقت میں آپ کا کیا عقیدہ تھا -

اوّل یہ کہ مسئلہ کفر و اسلام میں آپ سیدنا حضرت صاحبزادہ
مرزا محمود احمد صاحب کے بالکل ہم عقیدہ تھے - چنانچہ آپ
اپریل ۱۱ء کے تشحیذ والے مضمون (مسلمان وہی ہے
جو سب ماموروں کو مانے) کو تبلیغ کامل تسلیم فرماتے ہیں۔

دوم یہ کہ آپ لاہور والوں کو علوم دینی سے ناآشنا اور
قرآن مجید کا متن تک صحیح نہ پڑھ سکنے والے مانتے ہیں۔

سوم - آپ ان (وہ جو اب پیغام والے ہیں) کے فتنہ کو بڑا
فتنہ قرار دیتے - اور والفتنۃ اشد من القتل پڑھتے
تھے۔

چہارم آپ دعائیں کرتے تھے کہ اس فتنہ کے دفع کیلئے

کوئی "قائم" ہو۔ وہ فتنہ کیا تھا (۱) غیر احمدیوں سے مل کر کام کرنے کا خواجہ شاہی خیال (۲) حضرت مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والوں کو بھی مسلمان ہی سمجھنا (۳) انجمن کو خلیفہ پر حاکم جاننا (۴) حضرت صاحبؑ کو بلحاظ نفس نبوت والا نبی نہ ماننا جیسے اگلے انبیاء علیہم السلام تھے۔

تیسرا خط - جو خلافت ثانیہ کے عہد میں آپنے لکھوایا ہے اسمیں آپ **القول الفصل** کے تمام مضمون کو دعاوی صادقہ و مصدوقہ مانتے ہیں۔ القول الفصل میں کیا ہے؟ خواجہ صاحب کا جواب ان کے عقائد باطلہ کا رد۔ اسمیں ہمارے حضرت خلیفہ ثانی فضل عمر اعلان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ویسے ہی نبی تھے جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام (۲) آپکے منکروں پر وہی فتویٰ ہے جو پہلے نبیوں کے نہ ماننے والوں پر (۳) حضرت مسیح موعودؑ ہی **اسمہ احمد** والی پیشگوئی کے مصداق تھے (۴) سلسلہ خلافت حق ہے اور میں خلیفہ برحق ہوں۔ مولوی محمد احسن صاحب اس رسالہ کو (۱) القول الفصل مانتے ہیں اور (۲) **ھو بالھزل** بھی ساتھ ہی یعنی اس میں کوئی کمزور بات نہیں اور (۳) ایسے خوش ہوئے ہیں کہ پیری و دیگر امراض فراموش ہو گئے۔ پھر مولوی صاحب اقرار کرتے ہیں کہ **میں نے وہ وقت پالیا کہ جس کا میں سالہا سال سے منتظر تھا**۔ یعنی وہ مرد خدا قائم ہو گیا جو فتن کو دور کرنے والا مصلح موعود تھا پھر (۴) یہیں تک بس نہیں بلکہ آپ پیغام والوں کو **آل فرعون** قرار دیتے ہیں اور جس نے کہا کہ مصنف رسالہ چالباز ہے اسے شیطان سمجھتے ہیں۔

معزز ناظرین و برادران ملت اسپر کوئی مدت نہیں گذری ۱۱ - فروری سنہ ۱۵ء کی بات ہے اب آپ ہی بتائیں کہ مولوی محمد احسن صاحب اگر اب ہمیں سنائیں کہ حضرت مسیح موعودؑ صرف مجدد تھے اور ان کے نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا اور اسمہ احمد کی پیشگوئی کے مصداق مسیح موعودؑ نہیں۔ تو ہم یہ کہنے کے مجاز ہیں یا نہیں کہ یہ عقیدے مولوی صاحب موصوف کے نئے ہیں جو سنہ ۱۵ء کے بعد آپنے اختیار کیے ہیں اس سے پہلے جو آپ کا مذہب حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد معاً اور خلافت اولیٰ کے عہد میں اور پھر سنہ ۱۵ء تک تھا وہ وہی مذہب ہے جو خدا کے فضل سے کثیر حصہ جماعت احمدیہ و اہل بیت مسیح موعودؑ و تمام مہاجرین و انصار قادیان کا باستثناء مولوی محمد علی ایم۔ اے ہے۔ ہر احمدی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے عقائد وہ رکھے جو حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں تھے یا کسی بد قسمت کی طرح سنہری روپہلی اغراض کے ماتحت سبز باغ دیکھ کر اپنے عقائد بدل لے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا انک انت الوھاب

کیا مولوی محمد احسن صاحب کا فیصلہ دربارہ اختلافات ناطق ہے؟

اس عنوان سے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے ایک ٹریکٹ چھپا کر جماعت احمدیہ میں تقسیم کرایا ہے مضمون یہ ہے کہ مولوی محمد احسن صاحب لاہور تشریف لائے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں فرشتہ کہا ہے پس اختلافات کے متعلق انکا فیصلہ ناطق ہے جو وہ کہیں حق ہے۔

اسکے جواب میں ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یا تو اولین منکر خلافت کی مانند وہ خشک ادعا توحید و آزادی و خود پسندی اور یا اب مردم پرستی کی تاریک غار میں یوں اوندھے منہ جا پڑنا۔ کہ جو کچھ فلاں کہے وہی حق ہے حالانکہ یہ حق صرف انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہے جن کی شان میں وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ وارد ہو چکا ہو۔

دوم۔ اگر یہی بات ٹھیک ہے کہ جو کچھ مولوی محمد احسن صاحب فرمائیں وہی حق ہے تو ہم نے اسی دو ورقہ میں ان کے تین خطوط چھاپ دیئے ہیں جن سے انکے عقائد جو حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد معاً تھے اور جو خلافت اولیٰ میں تھے اور جو خلافت ثانیہ کے ابتدا میں، ظاہر ہیں۔ وہ کیوں حق نہیں۔ بحالیکہ اسوقت آپکے خیالات ان مکروہات سے ملوث نہ تھے۔

سوم۔ مولوی سید محمد احسن صاحب کا فیصلہ ایسا ہی معتبر ہے تو کیا وجہ ہے کہ امر خلافت میں آپنے انکا اتباع نہ کیا کیا انہوں نے قرآن و حدیث اور حضرت اقدسؑ کی کتب کے خلاف باوجود حسب تسلیم آپکے) بہت بڑا فاضل ہونے اور حضرت اقدسؑ کے منشاء عالی کو خوب سمجھنے کے۔ آپ علیہ السلام کے بعد سلسلہ خلافت برحق نہ جانا؟ اور سوائے بیعت خلیفہ کے اپنی نجات نہ سمجھی؟ اسکے ساتھ یہ بات بھی ملا لیجئے کہ مولوی صاحب حضرت خلیفہ ثانی کو فضل عمر لکھ کر مصلح موعود مانتے اور خواجہ صاحب کو حج کرنیکے بعد وہ **دجال** سمجھے جس نے طواف خانہ کعبہ کرنا تھا۔ کیا اس معاملہ میں فرشتہ کا فیصلہ آپکو مسلّم نہیں؟

چہارم۔ اب تو آپ فرشتہ فرشتہ پکارتے اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ "انکا وجود مغتنمات سے ہے اور درحقیقت مسیح موعودؑ کی یادگار ہیں اور آپکی شہادت کہ ہمارے صحیح عقائد کیا ہیں ایسے ہی یقینی نتیجہ تک پہنچا سکتی ہے جیسا خود حضرت مسیح موعودؑ سے ہم سن لیتے" مگر اسوقت آپکو اور آپکے رفقاء کو کیا ہو گیا تھا جبکہ آپ لکھ رہے تھے۔ بہ عنوان

سلسلہ قبول الہامات میں سب سے کچا مولوی تھا۔

یہ الہام جس طرح ہمارے مولویوں کی حالت زار پر صادق آرہا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں × × سلسلہ احمدیہ میں سب سے بڑے مولوی جناب مولوی محمد احسن صاحب ہیں انسے جب ایک امر کے متعلق حال ہی میں قادیان میں مشورہ طلب ہوا۔ تو آپ نے فرمایا جامہ بدارم دامن تر کجا آرم جو بعینہ مندرجہ الہام کی صداقت پر دال ہے۔ (پیغام جلد اول نمبر ۴۸)

پھر وہ مضمون کیا بھول گئے جبکہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۷ و ۳۰۸ کے حوالہ سے پیغام میں چھپ چکا ہے۔

دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھکر اسکا اترنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اسکی ترقی کیلئے غیب سے سامان میسر ہونگے اور انکی سے اسکا کام چلے گا۔ × × × حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے کبھی کسی کی نسبت اجتہادی طور پر ایسا فرمایا مگر بعد میں حضورؑ نے اپنی رؤیا صادقہ کی بنا پر × × فرشتوں سے جو حقیقی طور پر مراد تھا صاف صاف بیان فرما دیا (پیغام ۳۰۔ اپریل سنہ ۱۴ء)

پنجم۔ اگر کہیں کہ ان دنوں میں سید محمد احسن صاحب غلطی پر تھے تو ہم کہتے ہیں۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اب غلطی پر نہیں اور معلوم ہو گیا کہ اس سے پہلے انکے اور عقائد تھے اگر عقائد یہ تھے تو تم لوگ گویا انہیں منافق اور حق پوش کہتے ہو۔ بیعت نہ کرتے فریقین سے الگ رہتے تب بھی کوئی بات تھی مگر ایک فریق کے ساتھ علانیہ ملنا اور تائید کرنا بتاتا ہے کہ عقائد بھی یہی تھے جو ہمارے ہیں دیکھو خطوط۔

ششم۔ جب حضرت اقدس کی اصل کتب موجود ہیں تو انکے مقابلہ میں ہم ایک شخص کے قول کو کیا وقعت دیں جو خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے حضرت اقدسؑ کی کتب کو نہیں پڑھا۔ اور پھر آپ سے پہلے بیعت کرنیوالے آپکی صحبت میں اس سے زیادہ بیٹھنے والے خدا کے فضل سے مبایعین میں موجود ہیں۔

ہفتم۔ حضرت اقدسؑ کے جس مکتوب سے مولوی صاحب کو فرشتہ بنایا جاتا ہے وہ بھی تو پڑھو اسمیں دو آدمیوں کا ذکر ہے اور نام نہیں دیئے۔ بہر حال مولوی محمد علی صاحب جس دھوکے میں ڈالنا چاہتے ہیں اس سے جماعت احمدیہ۔۔۔

مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان

ایک قومی مسئلہ کا حل

ہمارے رشتہ ناطہ کے تعلقات کی مشکلات

(نمبر ۲)

(از جناب حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پورہ)

اس مضمون میں میں عرض کروں گا۔ کہ اس مسئلہ کی وجہ سے ہمیں کن مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اور ان کا کس طرح تدارک ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ کی دو شقیں ہیں۔ ایک یہ کہ احمدی اپنا لڑکیاں غیر احمدیوں کے عقد میں نہ دیں۔ دوسری یہ کہ احمدی غیر احمدیوں کی لڑکیاں بھی اپنے عقد میں نہ لیں۔ احمدی خواہ پہلی شق کو قائم رکھکر دوسری شق کو جاری بھی رکھیں۔ تو بھی غیر احمدیوں کی طرف سے یہی عمل میں آئے گا۔ جیسا کہ نماز میں پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر احمدیوں کی اقتداء سے احمدیوں کو روکا۔ اسکے بعد غیر احمدیوں نے بھی ہمارے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ بالکل ایسی ہی حالت اس مسئلہ میں بھی ہے۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ بہر حال یہ دونوں شقیں قائم رہینگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے شک غیر احمدیوں کی لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت دی۔ لیکن اس سے بھی پہلے فرما دیا تھا کہ تمہارے رشتہ ناطہ چھوٹ جائیں گے۔ اور اس کا وقوع ہوا بھی ہے ؛

شیخ صاحب نے اس کے متعلق اگرچہ کسی قدر لکھا بھی ہے مگر پھر اپنے قلم کو روک لیا ہے۔ اور اس کام کو دوسروں پر چھوڑ دیا ہے بہتر ہوتا کہ وہ اس مضمون پر پورے طور پر روشنی ڈالدیتے۔ کہ جو کچھ شیخصاحب تحریر فرماتے اچھا ہی لکھتے۔ مگر جسقدر بھی لکھا ہے قابل قدر ہے۔ اور امید ہے کہ شیخ صاحب حسب وعدہ اور بھی تحریر فرماوینگے۔ لیکن شیخ صاحب کے ایسے وعدے کم ہوتے ہیں جو پورے ہوتے ہیں۔ شیخصاحب میرے ان الفاظ سے ناراض نہ ہوں میں نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں ؛

یہ تو ظاہر ہے کہ چند رشتہ دار اگر سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے ہوں۔ تو وہ آپس میں رشتہ ناطہ کر سکتے ہیں۔ اور کوئی مشکل ان کے درمیان واقع نہیں ہوتی۔ ایسا ہی اگر چند ہمقوم اور ہموطن احمدی ہوں۔ اور انہوں نے تعلقات رشتہ داری قائم کر لئے ہوں یا کر لیں تو بھی یہ مشکل دور ہو جاتی ہے۔ نا خواندہ غیر احمدیوں اور احمدیوں میں بھی اکثر بلا کسی روک کے ابھی رشتہ ناطہ ہو جاتے ہیں۔ احمدی اگر اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو نہ بھی دیں تو بھی غیر احمدی احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دیدیتے ہیں ؛

مسلمانوں میں ہمسایہ قوموں کیطرح قومیت کا بہت خیال ہو گیا ہے۔ اور اسلامی تعلقات کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے بلکہ اس سے بھی گذر کر برادری کی حد بندی قائم ہو گئی ہے اس لئے جس نے غیر برادری کی کسی عورت سے نکاح کر لیا۔ گویا وہ برادری سے خارج ہو گیا۔ اور اگر کسی نے غیر قوم میں نکاح کر لیا تو وہ تو بالکل ہی گیا گذرا ہو گیا۔ یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ کفو کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ لیکن اگر اتفاقاً یا ضرورتاً ایسا نہ ہو سکے تو کیا حرج ہے۔ ابتدائے اسلام میں اور اس ملک میں جہاں قومیت کا بہت خیال کیا جاتا تھا۔ بحکم حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کفو کی قید کو اٹھا دیا گیا تھا۔ لیکن جب ضرورت رفع ہو گئی تو پھر رشتہ داری اور قومیت کا لحاظ بھی جاری ہو گیا۔ بس سب سے بڑی مشکل ہمارے سامنے یہی درپیش ہے کہ غیر کفو کو ضرورت کے وقت بھی جائز نہیں سمجھا جاتا۔ آج احمدیوں پر وہی وقت ہے جو ابتدائے اسلام میں تھا۔ پھر کیوں اس حکم کی تعمیل نہیں ہوتی۔ جسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وقتی ضرورت کے مطابق پھر اس حکم کو جاری فرمایا۔ بہت سے احمدی ہیں جو حکم کی تعمیل کرتے ہیں لیکن بعض قوموں کے احمدی بھی اس گورکھ دھندے میں پھنسے ہوئے ہیں وہ غیر کفو لڑکیاں دینا تو درکنار لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ ان کا یہ طرز عمل نہ صرف ناپسندیدہ ہے۔ بلکہ قوم کی مشکلات میں اضافہ کرنیوالا ہے۔ انہیں بہت جلدی قوم کے لئے قربانی کرنی چاہیئے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی ضرورتیں تھوڑے زمانہ کے واسطے ہوا کرتی ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد احمدیوں میں رشتہ داری اور برادری قائم ہو کر یہ تمام دقتیں جو آج ہیں دور ہو جائینگی ؛

احمدیت کی اشاعت اور قبولیت کسی خاص قوم اور ملک میں نہیں ہوئی۔ بلکہ ہر قوم اور ہر ملک میں احمدی موجود ہیں اب مثلاً اطراف دہلی میں ایک شخص احمدی ہے۔ جہاں ضد اور تعصب بھی بڑھا ہوا ہے۔ وہاں اس کا کوئی ہمقوم یا رشتہ دار احمدی نہیں۔ گو اطراف لاہور یا اس سے بھی پرے اس کے ہمقوم احمدی ہوں بھی۔ لیکن عدم واقفیت کی وجہ سے وہ اپنے آپکو تنہا ہی سمجھتا ہے۔ یا اگر جانتا بھی ہو تو بھی جبلی اور ملکی عادات کی وجہ سے ایک دوسرے کے ساتھ کسی طرح موافقت نہیں کر سکتے۔ ان کی عادات۔ اخلاق۔ معاشرت۔ رسم و رواج۔ زبان بالکل جدا جدا ہیں۔ اور باہمی ناواقفی بھی ہے۔ اس لئے یک لخت رشتہ کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔ لڑکیوں کے والدین اپنی لڑکی کو کسی ایسی جگہ دینا چاہتے ہیں کہ جہاں آرام سے زندگی بسر کرے۔ لیکن وہ دوسرے کے حالات سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اور اگر کر دیتے ہیں تو بسا اوقات بعد میں افسوس کرتے ہیں۔ ایسا ہی دوسری طرف بھی شکایت ہوتی ہے۔ اگر طرفین بردباری اور صبر سے کام نہ لیں تو بالآخر یہ رشتہ توڑنا پڑتا ہے۔ ایسی مثالیں موجود ہیں۔ اشتہارات مشتہرہ اخبارات میں بھی اکثر یہ قید لگائی جاتی ہے کہ فلاں فلاں ضلع کے باشندے درخواست کریں۔ اسکی یہی وجہ ہے۔ جو اوپر لکھی گئی ہے۔ ایسا ہی ایک غریب اور غیر قوم کی لڑکی امیر یا تعلیمیافتہ گھر جاتی ہے تو اُسے دقتیں پیش آتی ہیں۔ کیونکہ وہ امیرانہ طریق رہائش سے چنداں واقف نہیں ہوتی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ لڑکی اس گھر کی مستورات میں رہے گی۔ جو سب ایک ہی طرز رہائش رکھتی ہیں۔ اور صرف یہی ایک علیحدہ طرز رہائش والی ہوگی۔ اس لئے اُسے تکلیف ہوگی۔ اس وجہ سے سادہ مزاج لڑکیاں جوان جیسی عادات اختیار نہیں کر لیتیں۔ ان سے میل جول پیدا نہیں کر سکتیں۔ اکثر پشیمان ہوکر پھر اس گھر میں جانا پسند نہیں کرتیں اور اسطرح معاملہ دگرگوں ہو جاتا ہے۔ یہی حالت ان کی ہوتی ہے جو اسکے برعکس ہوں یعنے امیر گھروں کی لڑکیاں غریب گھروں میں جاکر خوش نہیں رہ سکتیں ؛

ایسے لوگوں کو جو تنہا سلسلہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور ان کے رشتہ داروں میں سے کوئی ان کے ساتھ شامل نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ان کا ہمقوم سلسلہ میں ہے۔ نماز اور نماز جنازہ علیحدہ ہو جانے کے باعث وہ سابقہ برادری سے الگ بھی ہے۔ اس کو اپنے بچوں کے لئے اگر رشتہ کی ضرورت ہو۔ تو کسقدر دقتوں کا سامنا ہو برادری والے اور رشتہ دار تو اس کا جنازہ بھی نہیں اٹھاتے

جیسا کہ اکثر ایسی شکایات سنی جاتی ہیں۔ فورشتہ ناطہ ان میں سے اس کو کب ملسکتا ہے۔ اگر غریب اور غریب الوطن ہے تو چنداں اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اور اگر وہ ایسی جگہ کا باشندہ ہے جو دربار خلافت سے دُور تر ہے تو اور زیادہ دقت ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنی واقفیت کے دائرہ کو بہت محدود رکھتا ہے ۰

سُنے دیکھا ہے کہ ایسی اقوام کی لڑکیاں جو کم درجہ بھی جاتی ہیں۔ اور غریب ہیں۔ جوان ہو گئی ہیں۔ لیکن کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ ان کے والدین حیران اور خاموش ہیں۔ ان کے رشتہ دار تو موجود ہیں۔ مگر وہ ان کے ہاں غیر احمدی ہونے کی وجہ سے کرتے نہیں۔ یہ واقعات ہیں۔ وہی خیالات کا مجموعہ نہیں لڑکوں کا کنوارہ رہ جانا تو ممکن ہو سکتا ہے یا زیادہ توقف بھی ہو جائے تو مضائقہ نہیں مگر لڑکیوں کا کنوارا رہنا مشکل اور بہت مشکل ہے۔ یہ قدرتی بات ہے کہ لڑکیاں جوان ہوتے ہی اپنا گھر علیحدہ بنانا چاہتی ہیں ۰

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ کی بڑی خواہش ہے کہ قوم میں رشتہ ناطہ کا رواج بڑھ جائے۔ اور قومی خصوصیت اُٹھ جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اور ان کے بعد آپ کے جانشین نے اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیا کہ قومیت رشتہ ناطہ میں کوئی چیز نہیں۔ مگر قوم میں ابھی اس کا کافی احساس پیدا نہیں ہوا۔ اور جب تک قوم اپنے اندر اسباب کو نہ پیدا کرے گی اسوقت تک ان مشکلات کا دور ہونا محال ہے ۰

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ گدی نشینوں کی طرح نام کے خلیفہ نہیں بلکہ کام کے خلیفہ ہیں۔ تبلیغ۔ اشاعت اسلام تصنیف اور تدریس کا اس قدر کام ہے کہ آپ کے دماغ کو تمام قوم کے رشتہ ناطوں کے تعلقات جوڑنے کی کہاں فرصت مل سکتی ہے۔ روزمرہ کی ڈاک کو دیکھنا اور حرف بحرف اس کا پڑھنا اور ہر ایک کا جواب دینا ہی کچھ تھوڑا کام نہیں ہے ہزاروں دنیا میں مبلغ جاتے ہیں۔ ہر ایک کو ہدایتیں دی جاتی ہیں۔ ان کے خطوط کا جواب دیا جاتا ہے۔ پھر مخالفین کے اعتراضات کا جواب۔ قومی اصلاح کی ہر وقت فکر۔ یہ بہت بڑے بڑے اور اہم کام ہیں۔ اسلئے بہت مشکل ہے کہ تمام رشتہ ناطہ کے لئے بھی آپ کو تکلیف دی جائے۔ آپ ہرگز اس عدیم الفرصتی میں ایسے تعلقات کے نشیب و فراز پر غور نہیں فرما سکتے۔ اور نہ ہر ایک کے اندرونی اور بیرونی حالات سے کماحقہ واقفیت فرما سکتے ہیں تاکہ پوری احتیاط سے تعلقات پیدا کئے جائیں اور بعد میں کوئی نقص پیدا نہ ہو۔ رجسٹر کا تیار ہونا بھی بظاہر اہم نظر آتا ہے۔ ابھی تک تو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ دنیا میں کسقدر احمدی ہیں۔ بھلا اس قوم کی گنتی کون کر سکتا ہے۔ جو دنیا کے کناروں تک پھیلنے والی ہے۔ لیکن جب وہ شمار نہیں ہو سکتی۔ تو اس کی ضروریات رشتہ ناطہ کا انتظام ایک ہاتھ میں کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر ایک حصہ جماعت کی تعداد درج رجسٹر ہو کر اس کا اہتمام کسی خاص آدمی کے سپرد کر بھی دیا جائے یا کوئی کمیٹی مقرر بھی ہو جائے تو یہ بھی بہت مشکل امر ہو گا کہ ایسی کمیٹی یا کوئی خاص آدمی اپنے ان فرائض کو جو والدین کے قدرتی اور فطرتی طور پر ہوتے ہیں۔ انجام دے سکے ۰

میرے خیال میں ان مشکلات کے دور کرنے کی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ احمدی آپس میں ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کریں۔ اور یہ اسطرح ممکن ہے کہ قادیان میں آمد و رفت زیادہ ہو۔ اور علاوہ اسکے ایک دوسرے کے گھروں پر جا کر اس طرح ملاقات کرنے کی کوشش کریں۔ جس طرح رشتہ دار آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہر ایک جماعت کی طرف سے جو نقشہ ششماہی پُر ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ کی خدمت بابرکت میں جاوے۔ اس کا وہ حصہ جسمیں کنوارے اور کنواریاں لڑکے لڑکیاں درج ہوتی ہیں۔ معہ ان کی عمر اور قوم اور سکونت کے شایع ہوتا رہے۔ تاکہ ہر ایک احمدی کو اس کا علم ہو کہ میں اپنے فلاں بھائی سے درخواست کر سکتا ہوں۔ مزید حالات جو وہ ایک دوسرے سے دریافت کرنا چاہیں وہ خود دریافت کر کے اطمینان حاصل کر سکتے ہیں۔ اور معاملہ طے ہو جانے سے پہلے یا بعد میں جیسا ضروری ہو۔ دربار خلافت میں اسکی اطلاع دے دیں۔ جن نقشہ جات کی تیاری کا حکم حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ نے دیا ہے وہ فضول نہیں ہیں بلکہ اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کو قوم کی بہتری کا کس قدر خیال ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے یہی نقشے ان مشکلات کو دور کر دینگے۔ جو رشتہ اور ناطہ میں واقع ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک جگہ کے احمدی اس کی ضرور تعمیل کریں اور باقاعدہ نقشہ جات پُر کر کے روانہ کر دیں جو ششماہی پر ایک کتابی صورت میں شایع ہو۔ جسمیں ایسے حالات درج ہوں جو رشتہ ناطہ کے لئے ضروری سمجھے جاویں ۰

مجھے اُمید ہے کہ اخبار الفضل کا کارخانہ اس بار کو برداشت کر سکیگا۔ اور یہ کتاب قیمتاً خریداران اخبار اور نیز ان لوگوں کو جو طلب کریں بھیجی جاوے۔ میرے خیال میں اس سے بہتر اور آسان طریق اور کوئی نہیں جو رشتہ ناطہ کے مشکلات کو دور کر سکے ۰ فقط

فہرست نو مبائعین

ابو الغفور صاحب - میسور
میاں رحمت صاحب - سیالکوٹ
مسماۃ کرم بی بی صاحبہ - ״
فقیر احمد صاحب ״
والدہ صاحبہ مولوی محمد امین صاحب ״
محب اللہ صاحب - مظفر نگر
علم الدین صاحب - ریاسی
سید قاسم علی صاحب - حیدرآباد دکن
حمید الدین صاحب - ״
مسماۃ سردار بی بی - سیالکوٹ
عبد اللہ صاحب - گوجرانوالہ
مولوی محمد محمود شاہ صاحب - محبوب نگر
اہلیہ صاحبہ ״ ״
اہلیہ بابو عبد الرحمان صاحب - شملہ
اہلیہ چودہری دین محمد صاحب - گورداسپور
اہلیہ چودہری شیر محمد صاحب ״
غلام نبی صاحب - پشاور
جمیل الدین صاحب - فیلڈ
میر غلام محمد صاحب - کشمیر
میر محمد جعفر صاحب - ״
میر غلام احمد صاحب - ״
میر عبد القادر صاحب - ״
عزیزی بانو - ״
خدیجہ بانو - ״
مجتی بی بی - ״
رحمتی بی بی ״

اللہ رکھا صاحب - گورداسپور
منشی غیاث الٰہی صاحب ״
چودہری سردار محمد صاحب ״
فضل قادر صاحب ״
اہلیہ صاحبہ عبد الباری صاحب - بردوان
مسماۃ تربیت النساء صاحبہ - ״
مسماۃ سید النساء بی بی ״
״ عاجز النساء بی بی
گلزار خان صاحب - پوری
مولوی محمد الدین صاحب گورداسپور
حکیم محمد بخش صاحب - جھنگ
حکیم خیر محمد صاحب ״
حکیم عبد الحکیم صاحب جالندہر
امیر خان صاحب - حیدرآباد دکن
شرف الدین صاحب - سیالکوٹ
اہلیہ منشی فتح محمد خان صاحب لدھیانہ
قادر دین صاحب - فیروزپور
چمن شاہ صاحب - ریاست خیرپور میرس
میر امام بخش صاحب ״ ״
فیض محمد صاحب ״ ״
منشی غلام سرور صاحب - قریش ایبٹ آباد
نور الدین صاحب - شاہ پور
چودہری محمد صاحب - ״
چودہری حسن محمد صاحب - ״
چودہری جمال پہلوان صاحب - ״

چودہری محمد الدین صاحب شاہ پور - پیر محمد صاحب و اہلیہ پیر محمد و دختر پیر محمد - شاہ پور + غلام حیدر صاحب - فتح علی صاحب - مہدی صاحب و شفیع و دختر غلام نبی صاحب - شاہ پور ۰

انجمن احمدیہ شملہ کی سالانہ رپورٹ

(بابت اکتوبر ۱۹۱۵ء تا ستمبر ۱۹۱۶ء)

مکرمی منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے اپنی انجمن کی سالانہ رپورٹ برائے اشاعت ہمارے پاس ارسال فرمائی ہے۔ جسکو پڑھکر ہم منشی صاحب کی قابلیت اور فرض شناسی کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے اور امید ہے۔ کہ جو صاحب بھی اسکو پڑھیں گے۔ وہ ضرور ہمارے ساتھ متفق ہونگے۔

رپورٹ نہایت مفصل اور بہت ضروری امور پر مشتمل ہے۔ اور انجمن احمدیہ شملہ کی کارگذاری پر نہایت عمدہ روشنی ڈالتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ دوسری انجمنوں کے سکرٹری صاحبان بھی اس طرف متوجہ ہوں۔ اور اپنی اپنی انجمنوں کی سالانہ رپورٹیں شائع کرادیں تاکہ کام کرنیوالے احباب آیندہ سال اور زیادہ جوش وخروش سے کام کریں اور ایک دوسرے سے بڑھکر تبلیغ اور اشاعت دین میں حصہ لیں۔ نیز جو نقائص اور کمزوریاں ہوں انکو دور کرنے کی کوشش کریں؀

ہم بیشتر ازیں بھی سکرٹری صاحبان کو اس طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ایک دو انجمنوں کے سوا کسی نے کان نہیں دھرا۔ اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے۔ کہ قادیان کی لوکل انجمن نے بھی کوئی توجہ نہیں کی؀ (ایڈیٹر)

اس سال انجمن ہذا کی سال زیر رپورٹ میں کل آمد ۱۹۱-۳-۰ روپے آنہ پائی ہوئی۔ جسمیں سے مبلغ ۹-۷-۱۳۵ صدر انجمن کو بھیجے گئے اس میں مبلغ ۱۳ محصول ڈاک شامل ہے۔

آمد میں سال گذشتہ کی نسبت مبلغ [illegible] کی اور جو رقم بھیجی گئی اس میں [illegible] کی بیشی ہے۔ جسکی بڑی یہ وجہ ہے کہ منشی برکت علی اور بابو محمد یوسف صاحبان نے ایک ایک سو روپیہ منارۃ المسیح کے واسطے دیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ منکرین خلافت کے علیحدہ ہونے سے ہماری سالانہ اوسط میں کوئی فرق نہیں آیا؀

اس سال ۷۹ اشخاص سے چندہ وصول ہوا جنمیں ۶ کس غیر احمدی ہیں۔ مستقل طور پر سال بھر چندہ دینے والوں کی تعداد تقریباً ۳۰ کے ہے۔ باقی یا تو انہی ممبروں کے اہل وعیال ہیں جو کبھی کبھی کچھ دیدیتے ہیں۔ اور یا ایسے ہیں جو قلیل عرصہ کیلئے آئے اور چلے گئے مگر طلب کرنے پر انجمن کو بھی کچھ دے گئے۔ اس تعداد کے لحاظ سے آمد نہایت ہی قابل تعریف ہے۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ اگر مستقل چندہ دینے والوں کی اوسط لگائی جائے۔ تو تمام لوکل انجمنوں میں شملہ کی انجمن اول نمبر پر رہے گی۔ اسمیں شک نہیں اور یہ میں بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جملہ ممبران اپنی ماہوار آمد میں سے فی روپیہ ایک پیسہ کے حساب سے نہیں دیتے۔ مگر شملہ کے اخراجات کو اگر مد نظر رکھا جائے تو اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جو چندہ وہ دیتے ہیں نہایت معقول ہے اور وہ نہایت ہمت اور حوصلہ سے کام لے رہے ہیں؀

وصول شدہ چندہ میں سے مفصلہ ذیل رقمیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ (۱) منشی برکت علی [illegible] (۲) بابو محمد یوسف [illegible] (۳) بابو عبد الرحمن [illegible] (۴) مولوی عمر الدین [illegible] (۵) بابو عبد الحمید [illegible] موخر الذکر تین احباب کی وصیت کرائی ہوئی ہے اور وہ اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ چندہ میں دیتے ہیں۔ صرف ان پانچ احباب کا مجموعی چندہ [illegible] ہے۔ جو کل زر وصول شدہ کے نصف سے بھی زیادہ یعنی قریباً ۵۵ فیصدی ہے؀

سالانہ آمد اور جو رقم صدر انجمن کو بھیجی گئی اسمیں جو فرق ہے وہ گویا لوکل فنڈ ہے۔ لوکل فنڈ کی کل آمد [illegible] اور خرچ [illegible] ہوا۔ اسمیں انجمن کے مکان اور نیز بعض کتابوں کی آمد اور خرچ شامل ہے۔ مکان کا کرایہ قریباً یکصد روپیہ سالانہ دینا پڑتا ہے۔ اس سال مفصلہ ذیل کتابیں منگا کر دوستوں میں تقسیم کی گئیں (۱) پیغام مسیح (۲) مباحثہ امرتسر (۳) مباحثہ شملہ۔ علاوہ ازیں تیس تیس ترجمہ قرآن شریف انگریزی اور اردو بھی تقسیم کیئے گئے۔ مگر انکی قیمت لوکل فنڈ کے حساب میں نہیں آئی۔ بلکہ علیحدہ انجمن ترقی اسلام کو بھیجدی گئی۔

افسوس ہے کہ ترجمہ قرآن شریف کی جلدیں جسقدر شملہ جیسی جگہ میں امید ہوسکتی تھی فروخت نہیں ہوئیں۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ لوگ حد درجہ کے متعصب ہیں اور جس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہو اسکو لینا پسند نہیں کرتے خواہ وہ قرآن شریف ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ صرف پانچ چھ جلدیں غیر احمدیوں میں فروخت ہوئیں۔ باقی سب احمدی احباب نے لیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں تعصب کم ہوتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہاں کا تجربہ اس خیال کی چنداں تائید نہیں کرتا۔ کیونکہ ترجمہ مذکور بعض ایسے غیر احمدی دوستوں کے پیش کیا گیا جنکی نسبت گمان تھا کہ وہ علم دوست ہیں۔ ہمارے سلسلہ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ اور غالباً زیادہ متعصب نہیں۔ مگر انہوں نے بھی لینے سے انکار کردیا۔ اصل میں اول تو لوگوں کو مطلقاً دین کا شوق ہی نہیں۔ انہوں نے دنیا کما نا ہی حقیقی مقصد زندگی کا سمجھ رکھا ہے۔ اور جنکو خیال ہے بھی وہ کچھ ایسے متکبر ہیں کہ اپنے ہی قیاسات کو حق سمجھے بیٹھے ہیں اور ان کے خلاف کسی تحریر یا تقریر پر غور کرنیکے لیئے طیار نہیں۔ ہماری کتابوں کو شائد یا تو اس لیئے نہیں پڑھتے کہ ہمارے عقائد کو جو عوام الناس میں مشہور ہیں باطل تصور کرتے ہیں۔ اور یا اس لیئے کہ ہمارے دلائل چونکہ نہایت معقول ہوتے ہیں اور اثر کیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اسلیئے وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم بھی پھنس نہ جائیں۔ بہرحال خواہ وجہ کچھ ہی ہو۔ اسمیں شک نہیں کہ خواندہ اور ناخواندہ ہر دو گروہ متعصب ہیں؀

خواجہ کمال الدین صاحب تو فرماتے ہیں کہ ولایت میں حضرت امام علیہ السلام کا نام لینا سم قاتل ہے۔ مگر حقیقت میں غور کیا جائے تو ایسے لوگوں کے لیئے جو عوام الناس میں شہرت اور تعریف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی حضور کا ذکر کرنا ویسا ہی ہے۔ چنانچہ شملہ میں بھی اس کا تجربہ ہوچکا ہے۔ خواجہ صاحب کی شروع سے یہی پالیسی ہے کہ حضرت صاحب کا نام نہ لیا جائے۔ چنانچہ پہلے پہل جب انکے یہاں لکچر ہوئے تو لوگ بہت کثرت سے آئے اور سب کی زبان پر واہ واہ واہ تھا مگر جب ہم نے مجبور کیا کہ آپ احمدیت کا بھی کچھ ذکر کریں اور انہوں نے طوعاً کرہاً چند باتیں بیان کیں تو لوگوں نے برا منایا اور آنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ پچھلے لیکچر میں خواجہ صاحب بڑے مایوس ہوئے کئی ترکیبیں کیں کہ لوگ آئیں مگر نہ آئے۔ اس کے بعد ولایت سے واپس آکر وہ پھر یہاں اس سال تشریف لائے۔ اول تو پہلے ہی انکی نسبت مشہور تھا کہ حضرت صاحب کا نام

لینا پسند نہیں کرتے۔ مگر اب لوگوں کو یہ بھی علم ہو چکا تھا کہ انہوں نے اپنے عقائد میں ترمیم کر لی ہے اور ارتداد کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ اسلیئے اب وہ بھر شوق سے انکی لیکچر سننے کے لیئے آئے۔ یہ تو سب سامعین تاڑ گئے تھے کہ واقعی خواجہ اب وہ خواجہ نہیں رہا۔ عوام الناس اس سے بہت خوش ہوئے۔ مگر ان میں جو سمجھدار تھے ان کا یہ خیال تھا کہ انکا تو اب اسلام بھی کچھ اور ہی رنگ کا ہے۔ اور جو اسلام وہ پیش کرتے ہیں وہ اصل میں Agnosticism ہے۔

خواجہ صاحب جب ولایت سے تشریف لائے۔ تو ان کے دل میں غالباً بڑی بڑی امیدیں ہونگی۔ انہوں نے خیال کیا ہوگا کہ میں نہایت اعلیٰ لیکچرار ہوں۔ میری لیاقت کا سکہ ہر کہ و مہ کے دل میں جما ہوا ہے۔ جماعت میں بڑا رسوخ ہے۔ دنیاوی اور جسمانی لحاظ سے بھی فوقیت رکھتا ہوں۔ ہندوستان میں پہنچتے ہی سب مبائعین کو اپنی طرف کھینچ لونگا۔ مگر آہ! انکو کیا رنج ہوا ہوگا جب انہوں نے دیکھا ہوگا کہ احمدی میری طرف توجہ بھی نہیں کرتے بلکہ مرتدوں جیسا سلوک کرتے ہیں۔ انہوں نے ہندوستان میں دورہ کیا۔ جگہ جگہ لیکچر دیئے۔ مبائعین کو خاطر خوشامد سے تقریر تحریر سے اور ہر ممکن طریق سے پھسلانا چاہا۔ مگر انکو کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ باوجود انکی کوششوں کے بہت سے غیر مبائعین حق کی طرف رجوع کر آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوگئے۔ اگر کوئی ایک آدھ بدبخت بیعت سے خارج ہوا بھی تو اس کی جگہ کئی بیعت میں داخل ہوئے۔ شملہ میں بھی خدا کے فضل سے انکے زہر کا مبائعین پر کچھ اثر نہیں ہوا اور وہ اپنا سا منہ لیکر خائب خاسر واپس چلے گئے۔

اسی طرح جب مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے عقائد کی تبدیلی کا اظہار کیا تو خواجہ صاحب نے سمجھا ہوگا کہ ہم نے ایک عظیم الشان کامیابی حاصل کی ہے کہ انکو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا ہے۔ اور اب احمدی کثرت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت سے نکل جائیں گے۔ مگر انکی مایوسی کی کوئی حد نہیں رہی ہوگی جب انہوں نے دیکھا ہوگا کہ جماعت میں خدا کے فضل سے جنبش تک نہیں ہوئی۔ خود مولوی صاحب بھی بڑے حیران ہوئے ہونگے کہ انکی کتاب نے جماعت میں ذرا بھر بھی تغیر پیدا نہیں کیا۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ بڑے عالم فاضل آدمی تھے۔ مگر علم و فضل کا ہونا اور بات ہے اور حق کا سمجھ لینا اور۔ کون نہیں جانتا کہ فی زمانہ عیسائی دنیا نے علم میں بڑا عروج حاصل کیا ہے۔ مگر ابھی تک یہ انکی سمجھ میں نہیں آیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام خدا کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح باوجودیکہ بڑے بڑے مولوی عربی دان قرآن اور حدیث کے جاننے والے ہیں۔ مگر وہ یہ نہیں سمجھ سکتے کہ کسی انسان کا آسمان پر جانا اور زندہ رہنا قانون الٰہی کے خلاف ہے۔ مولوی صاحب کا رسالہ جسمیں انہوں نے بزعم خود ناقابل تردید تفسیر آیت اسمہ احمد کی ہے۔ شملہ میں بھی آیا اور منکرین خلافت نے شوق سے تقسیم کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اسکا جماعت میں کچھ اثر نہیں ہوا۔ اصل میں احمدی احباب خدا کے فضل سے ایسے نہیں کہ اپنی رائے کو کسی دوسرے کی رائے کے ماتحت کر دیں۔ وہ کسی شخصیت کو اپنا بُت بنانا نہیں چاہتے۔ اگر وہ ایسے ہوتے تو پھر تو وہ احمدی بھی نہ ہوتے۔ کیونکہ جس گروہ سے نکلکر وہ احمدی ہوئے ہیں انمیں بہتیرے ایسے مولوی ہیں جو انسے بڑھکر عربی زبان کے جاننے والے اور حدیث اور قرآن کے واقف تھے۔ وہ خیال کر لیتے کہ جب ایسے عالموں نے حضرت امام علیہ السلام کو نہیں مانا۔ تو ہم کیوں اپنے آباؤ اجداد کے دیرینہ عقائد اور مذہب کو ترک کریں۔ مگر قرآن شریف ایسے لوگوں کو مشرک ٹھہراتا ہے اور سمجھاتا ہے کہ مولویوں کو ارباب مت بناؤ۔ یعنی بلا سوچے سمجھے انکی پیروی مت کرو۔ انکو علم لدنی حاصل نہیں اور وہ اپنے قیاس ہی کو وحی الٰہی کا مرتبہ دے رہے ہیں۔ وہ سب یکے ہیں۔ مولوی محمد احسن صاحب کا بچا بن تو اظہر من الشمس ہے۔ اخبار پیغام صلح میں اول اول انکو ایسا ہی ظاہر کیا گیا۔ مگر اب اسکی بخوبی تصدیق ہوگئی۔ کل تک انکے خیال اور تھے اب اور ہیں۔ پہلے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا نبی سمجھتے تھے چنانچہ ستہ ضروریہ میں اور نیز رسالہ اسمہ احمد کے چھپنے سے پیشتر اخبار پیغام صلح میں وہ یہ عقیدہ ظاہر کر چکے ہیں۔ مگر اب ایسا عقیدہ رکھنے والے کو جاہل بتلاتے ہیں۔ پس جب انکی ایسی حالت ہوگئی ہے تو اب کسی کو انکی تحریر اور تقریر پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔

سال زیر رپورٹ میں شملہ مباحثہ کا فیصلہ چھپکر شائع ہو گیا اس مباحثہ کی نسبت اخبار الفضل میں ذکر ہو چکا ہے علاوہ ازیں بعض ضروری حالات دیباچہ میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ اس لیئے اسپر زیادہ لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ ایک بات قابل بیان معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ افسوس ہے یہاں کے منکرین خلافت نے اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ وہ بدستور مخالفت پر اڑے ہوئے ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ محض ضد اور تعصب ہے جسکی وجہ سے وہ خلافت سے علیحدہ ہیں۔ ورنہ یہ ممکن نہیں کہ جب ایک غیر احمدی تحقیق کے بعد حق بات سمجھ سکتا ہے تو وہ باوجود احمدی ہونیکے کیوں نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ بعض ایسے غیر مبائعین ہیں جو بڑے شوق سے چاہتے تھے کہ مباحثہ ہو تاکہ تحقیق حق ہو جائے اور مباحثہ سنتے بھی رہے۔ مگر اب جو فیصلہ ہو گیا ہے تو اسکی طرف توجہ بھی نہیں کرتے۔ اصل میں ایسے لوگ ہوائے نفس کے متبع ہیں۔ دل میں ایک عقیدہ جما لیا۔ بحث سنتے رہے۔ مگر خیال یہ تھا کہ اگر ہمارے عقیدہ کے مطابق فیصلہ ہوا۔ تو تسلیم کر لیں گے۔ ورنہ رد کر دینگے۔ آرئیت من اتخذ الٰھہ ھواہ افانت تکون علیھم وکیلا ۱۹/۲ جنہوں نے ہوائے نفس کو خدا بنا رکھا ہے انکو راہ راست پر لانا بڑا مشکل ہے۔ ہم دلائل دے سکتے ہیں مگر دل کا پھیرنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ من یھدی اللہ فھو المھتدی و من یضلل فاولٰئک ھم الخسرون ۹/۱۲۔ انسان کو چاہیئے کہ جدھر دلائل لیجائیں دلکو اسکے ماتحت کرنیکی کوشش کرے۔ اگر خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے تو بندۂ نفس ہے نہ کہ متبع فہم و ادراک۔

افسوس کہ اس سال تبلیغ کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ جسکی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ ہمارے آنریری واعظ مولوی عمرالدین صاحب شملہ سے فاصلہ پر جا رہے ہیں اور شملہ میں ہر وقت آ جا نہیں سکتے۔ فرداً فرداً تو وہ خدا کے فضل سے چونکہ بڑے جوشیلے ہیں حسب موقعہ تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ مگر عام تبلیغ نہیں ہو سکی۔ ورنہ دو موقع ایسے آئے تھے کہ وہ شملہ میں ہوتے۔ تو ضرور تبلیغ کا پہلو نکل آتا۔

اول۔ ایک لڑکا ملتان سے آیا اور کہنے لگا کہ میں نو مسلم ہوں۔ ہم نے اسکو اپنے مکان میں رکھا۔ تھوڑے دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ وہ جھوٹا فریبی اور دغاباز ہے۔ اسلیئے ہم نے اسکو نکالدیا۔ مگر ہمارے دیرینہ معاند پیر عبدالقادر سوداگر نے جو ہمیشہ ہمارے برخلاف کارروائی کرنیکے لیئے موقعہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔ انہوں نے اسکو اپنے پاس بلا لیا اور اعلان کر دیا کہ ایک مرتد کو مسجد میں مسلمان کیا جائیگا۔ اسکے بعد انہوں نے ہر اتوار کو مسجد میں ہمارے برخلاف تقریریں کرنی شروع کر دیں۔ یہ سلسلہ غالباً دو تین اتوار تک جاری رہا۔

دوم۔ انجمن اسلامیہ شملہ نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کو اپنے سالانہ جلسہ پر بلایا۔ انہوں نے جلسہ کے بعد ایک دو وعظ مسجد میں ہمارے برخلاف بھی کیئے اور لوگوں کو متنفر کرنیکی کوشش کی۔

ہر دو موقع ایسے تھے کہ تبلیغ کیلیئے رستہ نکل سکتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی عمرالدین صاحب دور رہنے کے سبب آ نہیں سکے۔

افسوس ہے کہ اس سال بھی کل سالانہ جلسہ کا انتظام نہیں ہو سکا۔ کیونکہ اخراجات کیلیئے کافی فنڈ موجود نہیں تھا۔ آیندہ انتظام کیا گیا کہ ہر مہینے کچھ چندہ اسکے لیئے جمع کیا جائے۔

اس سال کوئی نیا احمدی نہیں ہوا۔ ایک دو آدمی نزدیک آئے ہوئے تھے مگر افسوس ہے کہ منکرین خلافت نے انکو بہکا دیا۔ یہ لوگ خود تو اب کچھ کر نہیں سکتے۔ ہماری کارروائی میں خواہ مخواہ روڑا اٹکا نیکی کوشش کرتے رہتے ہیں حقیقت میں یہ غیر احمدیوں سے بھی بڑھکر ہمارے دشمن ہیں۔ ان سے کسی قسم کی بھلائی کی امید رکھنا عبث ہے۔ اور نہ ہی میرے خیال میں

ان سے کوئی دوستانہ سلوک اور مروّت نہ سکتا ہے۔ و جزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ ط انہ لا یحب الظلمین۔ ان کی اصلاح اب عفو اور درگذر سے نہیں ہوسکتی۔ ولکم فی القصاص حیوٰۃ یا اولی الالباب لعلکم تتقون۔ پس جو عقلمند احباب ہیں۔ اور بات کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور جو متقی بننا چاہتے ہیں۔ وہ اس نکتہ کو بخوبی ذہن نشین کر چکے ہیں کہ بدلہ لینے ہی میں ان کی زندگی ہے۔ اگر ان میں قصاص کا مادہ نہ ہو تو وہ اپنی ہستی کو بھی کھو لیں ؎

انجمن کی لائبریری ہے۔ جسمیں حضرت امام علیہ الصلوۃ والسلام اور دیگر بزرگان سلسلہ کی تصانیف کے علاوہ بعض ضروری احادیث وغیرہ کی کتابیں بھی ہیں۔ اس سال مفصلہ ذیل کتابوں کا اضافہ ہوا۔

(۱) پیغام مسیح (۲) انگریزی و اردو ترجمہ قرآن شریف پارہ اول (۳) مباحثہ امرتسر (۴) مباحثہ شملہ۔

انجمن کی جائداد کوئی نہیں۔ نماز وغیرہ کے لئے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا ہے۔ جس کا تقریباً ایک سو روپیہ سالانہ کرایہ دینا پڑتا ہے ؎

امسال تو کل معمولی جلسوں میں چنداں رونق نہیں ہوئی جس کی وجہ یہ ہے کہ بعض دوست شملہ سے بہت دور رہتے ہیں۔ اور وہ باقاعدہ وقت پر شامل نہیں ہو سکتے۔ بعض ضروری اُمور طے کرنے کے لئے خاص جلسے کئے گئے۔ مگر ان میں بھی افسوس ہے کہ خاطر خواہ حاضری نہیں ہوئی ؎

پیام کی ہرزہ درائی

خدا بہتر جانتا ہے۔ میرا ارادہ ہرگز نہ تھا کہ میں پیغام جنگ کے پھینکے ہوئے گند میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ کرتا۔ اور نہ اب ہے۔ مگر پیغام کے ایڈیٹر نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر مجھ پر اندھا دھند گند گی پھینکنی چاہی ہے۔ لہذا محض حفاظت خود اختیاری کے لئے یہ چند سطور لکھ رہا ہوں ؎

جب سے میری بیوی فوت ہوئی ہے۔ غم و حزن میں دیکھ کر پیغام کے کمینہ فطرت ایڈیٹر نے مجھ پر حملہ آور ہونے کے لئے بہت عمدہ موقع انتخاب کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان امورات کا وضاحت اور صراحت سے جواب تو اپنے پرچہ میں دُونگا چونکہ ۷ ار دسمبر کا پرچہ مطبع میں چھپنے کے لئے بھیج چکا ہوں اور اگلا پرچہ شاید دیر سے شایع ہو۔ اس لئے چند غلط فہمیوں کے ازالہ کے واسطے فی الحال یہ چند سطور حوالہ قلم کرتا ہوں

(۱) پیغام کے کمینہ فطرت ایڈیٹر نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں مولوی ثناء اللہ کے ساتھ ملکر کوئی تبلیغی انجمن بنانا چاہتا تھا ؎

(۲) مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ایک سو بیس روپیہ نے جو حضور نے از راہ کرم تبلیغی ٹریکٹوں کی اعانت کے لئے عطا فرمائے تھے۔ میرے عقائد کو تبدیل کر دیا ؎

(۳) جو مولوی محمد علی صاحب کا مکالمہ مینے نور میں درج کیا تھا وہ غلط ہے ؎

اب میں ان الزامات کے جوابات بتفصیل ذیل دیتا ہوں۔

(۱) یہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ فضل اور احسان ہے۔ خود ستائی کے لئے نہیں بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر یہ عرض کرتا ہوں کہ آج دوست اور دشمن اس امر کے یکساں معترف ہیں کہ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں اشاعت اسلام کے لئے خاکسار ایڈیٹر نور سے بڑھکر اور کوئی موزون نہیں ہے۔ پیغام کا کمینہ فطرت ایڈیٹر بھی باوجود شدید مخالفت کے کئی بار اس کا اظہار کر چکا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سال یا کم و بیش عرصہ ہوا کہ مولوی ثناء اللہ نے مختلف مذاہب میں تبلیغ کے متعلق لکھتے ہوئے سکھوں اور نانک پنتھیوں میں اشاعت اسلام کا ذکر کرتے وقت لکھا تھا کہ باوجود شدید مخالفت کے بھی میں اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں اشاعت کے لئے ایڈیٹر نور سے بڑھکر اور کوئی موزون نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک میری یادداشت کام کرتی ہے اسی قسم کے الفاظ تھے۔ فائل میرے پاس نہیں۔ ورنہ اصل درج کر دیتا۔ حالانکہ اگر پیغام کا ایڈیٹر اسپر غور کرتا۔ تو یہ ایک سلسلہ عالیہ کی صداقت کی دلیل تھی کہ سخت سے سخت مخالف بھی ہمارے کارہائے نمایاں کی داد دے رہے ہیں یہ حقیقت تھی۔ جسکے متعلق پیغام کے دروغگو ایڈیٹر نے اپنی عادت جبلی سے کام لیکر غلط فہمی پھیلانی چاہی ؎

(۲) باقی پیغام کے دروغ پسند ایڈیٹر کا یہ لکھنا کہ حضرۃ خلیفۃ المسیح کے تبلیغی ٹریکٹوں کی اعانت کے ایک سو بیس روپیہ کے عطیہ نے میرے عقائد کو تبدیل کر دیا۔ آہ! دُنیا میں اس سے بڑھ کر اور کسی طرح کمینہ فطرت کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ ۳۰ر جولائی ۱۹۱۴ء کو میرزا یعقوب بیگ نے مولوی محمد علی صاحب کی وساطت سے مجھے یہ لکھا تھا کہ اگر آپ سکھوں اور آریوں میں ہماری انجمن کی طرف سے اشاعت اسلام کا کام کرنا پسند فرماویں تو جناب کو ۷۵ ماہوار کا الاؤنس دیا جائے گا۔ اُمید کہ آپ اس قلیل رقم منظور فرماوینگے۔ یہ آپ کی خدمات کا معاوضہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ محض آپ کے گذارہ کے لئے مختصر سا الاؤنس ہے۔"

اگر میں خدانخواستہ اس وقت اس الاؤنس کو منظور کر لیتا تو اس وقت تک میں دو ہزار روپیہ لے لیتا۔ مگر نہیں۔ مینے مولوی محمد علی صاحب کو یہ جواب دیا کہ اگر مجھے کام کرنے کا اتفاق ہوا تو انشاء اللہ مفت کرونگا۔ مگر جب کچھ عرصہ کے بعد مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ لوگوں سے بڑھ کر سلسلہ عالیہ کا اور کوئی خطرناک دشمن نہیں ہے۔ دوست نما دشمن گندم نما جو فروش مطلب کے یار انجام کے عیار مگر بظاہر خاکسار کے خار تو پھر مینے علانیہ کنارہ کشی اختیار کر لی ؎

اب اس باطل آرا ایڈیٹر پیغام کو یہ سوچنا چاہیئے تھا کہ جب دو ہزار کی رقم میرے پاؤں کو نہ لڑکھڑا سکی۔ تو اس کے سامنے ایک سو بیس روپیہ کی رقم کیا حقیقت رکھتی ہے۔ مگر وہ لوگ جنہیں دوسرے پر الزام لگاتے وقت اپنے جھوٹ کی بھی پرواہ نہ رہے۔ ان سے بڑھکر ان کے عقائد اور مذہب سے دوسرا کون واقف کار ہو سکتا ہے ؎

(۳) یہ کہنا کہ مینے وہ مکالمہ غلط لکھا ہے۔ اس کے لئے اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ ایڈیٹر پرکاش مہاشہ کرشن صاحب جو لاہور ہی میں ہیں ذرا اُن سے پوچھ لو وہ سب حقیقت آپ پر ظاہر کر دینگے کہ کسطرح جناب امیر ان کے معقول استفسارات پر ماتھا پکڑ کر بیٹھ جاتے تھے۔ باقی محرر پیغام کا یہ کہنا کہ حضرت امیر کے سامنے ایڈیٹر نور کی کیا مجال کہ بات تو کر سکے۔ محرر پیغام کو یاد رہے کہ یہ بات چیت احمدیہ بلڈنگ کے امیر صاحب سے ہو رہی تھی نہ کہ کابل میں جاؤ ذرا مہاشہ کرشن ہی سے ایڈیٹر پرکاش سے پوچھ لو کہ میری باتوں سے جناب امیر کسطرح آپے سے باہر ہو گئے تھے۔ اور اگر مہاشہ کرشن عقلمندی سے کام نہ

جلسہ پر تشریف لانیوالے احباب کیلئے ضروری باتیں

بستر ساتھ ہوں

ہمارے وہ احباب کرام جو پیشتر ازیں کبھی کسی سالانہ جلسہ کی تقریب پر تشریف لا چکے ہیں۔ خوب جانتے ہونگے کہ ان ایام میں یہاں کافی سردی ہوتی ہے۔ نیز انہیں یہ بھی علم ہوگا کہ ہر ایک صاحب اپنا بستر اپنے ساتھ لایا کرتا ہے۔ لیکن شائد ان اصحاب کو جو اس سے پہلے کسی جلسہ میں شامل نہ ہوئے ہوں۔ معلوم نہ ہو۔ اور وہ اس خیال سے کہ وہاں بستر کا انتظام ہو جائیگا۔ اپنے ساتھ بستر نہ لائیں۔ ایسے احباب کیلئے لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنا گرم بستر ساتھ لائیں۔ کیونکہ اتنے ہجوم کے لئے بستروں کا مہیا کرنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ امید ہے کہ ہماری اس گذارش پر خاص طور سے عمل کیا جائیگا۔ اور کوئی صاحب اس امید پر اسے نظر انداز نہیں کرینگے کہ وہاں بستر کا انتظام ہو سکیگا۔

الگ مکان

بعض احباب کرام جو اپنے ساتھ بیوی بچوں کو بھی لاتے ہیں خواہش کرتے ہیں کہ ان کی رہائش کے لئے کسی الگ مکان کا انتظام کیا جائے لیکن سالہا سال کا تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ ان ایام میں کوئی ایسا انتظام ہونا نہایت مشکل بلکہ محال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جس غرض اور غایت کو پیش نظر رکھ کر احباب اپنے بال بچوں کو یہاں لاتے ہیں۔ وہ الگ مکان میں فروکش ہونے کی وجہ سے خاطر خواہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ہمیشہ یہی انتظام چلا آرہا ہے۔ اور اس سال بھی یہی ہوگا۔ کہ مستورات حضرت ام المومنین اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے گھر ٹھہرائی جائیں۔ تاکہ مستورات کو اجتماعی فوائد کے علاوہ حضرت ام المومنین اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کے اہل خانہ کی پاک صحبت سے مستفیض ہونے کا موقعہ حاصل رہے پس احباب کرام اپنی مستورات کو اپنے ساتھ لائیں اور ضرور لائیں۔ لیکن اس خیال کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہ ان کے لئے کسی الگ مکان کا انتظام ہو سکیگا۔ ہاں اس خیال سے کہ ان کی مستورات یہاں کی قابل تقلید مستورات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور یہ فائدہ اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جبکہ ان کی صحبت میں رہنے کا انہیں موقعہ حاصل ہو۔ البتہ خاص صورتوں میں الگ مکان کا انتظام کیا جاتا ہے لیکن وہ بھی ان اصحاب کیلئے جو یہاں تشریف لانے سے پیشتر منتظمین جلسہ کو اس کی اطلاع دیکر جواب حاصل کر لیتے ہیں۔

یکوں اور گڈوں کا انتظام

اگر احباب اس خیال سے اپنے ساتھ بستر لانے سے جی چراتے ہیں کہ انہیں اس کے سنبھالنے اور اپنے ساتھ لانے میں تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ بٹالہ اسٹیشن سے لیکر قادیان تک ان کے بستروں کو پہنچانا اور اپنی حفاظت میں رکھنا منتظمین جلسہ کے ذمہ ہوگا۔ اس غرض کے لئے ۲۵-۲۶ تاریخ کو بٹالہ سٹیشن پر ہر گاڑی کے وقت آدمی موجود ہونگے۔ جو بستروں کو اپنی تحویل میں لیکر گڈوں کے ذریعہ قادیان پہنچانے کا انتظام کرینگے۔ نیز ان کا یہ بھی فرض ہوگا کہ یکوں اور ٹمٹموں کا بھی انتظام کریں۔ احباب کرام کو یہ تاریخیں خوب یاد رکھنی چاہئیں۔ اور زیادہ کوشش اسی بات کی کرنی چاہیئے۔ کہ ۲۵ تاریخ کو وہ کسی نہ کسی وقت بٹالہ پہنچ جائیں۔

انتظام ڈاک

جو احباب ایام جلسہ میں اپنی ڈاک یہاں منگوانا چاہیں۔ ان کے لئے آرام دہ صورت یہ ہے کہ ایڈیٹر اخبار الفضل کی معرفت منگوائیں یہاں ڈاک عموماً ۹ اور دس بجے کے درمیان تقسیم ہوتی ہے اور یہ وہ وقت ہے۔ جبکہ جلسہ کی کارروائی شروع ہو جاتی ہے اس لئے دن کو سوائے کسی اشد ضروری خط کے احباب کرام کے خطوط تقسیم نہیں ہو سکینگے۔ البتہ رات کو پہنچا دیئے جایا کرینگے یا احباب دفتر اخبار الفضل میں تشریف لاکر ایڈیٹر الفضل سے لے سکینگے۔

جائے قیام

مندرجہ ذیل جماعتوں کے قیام کا انتظام دارالعلوم میں کیا گیا ہے۔ سیالکوٹ۔ لاہور مع مفصلات ضلع لودھیانہ۔ ضلع گورداسپور۔ ضلع لائلپور۔ ضلع شاہپور بھیرہ جھنگ۔ ضلع گوجرانوالہ۔ ضلع گجرات۔ ضلع جالندھر۔ ضلع ہوشیارپور سرگودھا۔ ملتان۔ پشاور۔ سرحد۔ مالیر کوٹلہ۔ سٹوڈنٹس۔ جموں کشمیر اضلاع میں مفصلات بھی شامل ہیں۔ اور مندرجہ ذیل جماعتیں اندرون قصبہ قیام پذیر ہونگی۔ فیروزپور شہر و ضلع۔ شملہ۔ کانگڑہ۔ ڈلہوزی۔ منصوری۔ ڈیرہ دون۔ کوہاٹ۔ میانوالی۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ہندوستان۔ منٹگمری۔ راولپنڈی۔ بہاولپور۔ سندھ۔ امرتسر شہر و ضلع۔ جہلم شہر و ضلع۔ حیدرآباد دکن۔ اڑیسہ۔ پٹیالہ۔ نابھہ۔ جیند۔ بٹالہ شہر۔ خاص مہمان۔ مستورات۔ متفرق۔ جائے قیام احباب کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیئے تاکہ آنے کے وقت کوئی تکلیف نہو ۔

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ کولمبو کا خط ماسٹر عبد الرحیم صاحب کے نام

پیارے بھائی! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپکا دلچسپ خط ملا۔ ایسوسی ایشن آپ کی ہمدردی کی بہت مشکور ہے ہم دل برداشتہ نہیں ہوئے۔ بلکہ آج سے دو سال پہلے سے زیادہ متحد اور متفق ہیں۔ طالبان حق ہمارے پاس آجکل جوق در جوق آتے رہتے ہیں۔ اور ہم راون کے جزیرے میں (جیسا کہ آپ ہمارے جزیرے کا نام رکھتے ہیں) اصل اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں یہ سنکر کہ ہمارے واعظین یہاں نہیں آسکتے۔ ہمیں بہت صدمہ ہوا۔ حالانکہ احمدیت نسل انسانی اور گورنمنٹ انگلشیہ دونوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ملانوں نے ہماری نسبت سرکار کے کان بھر دیئے ہیں۔ لیکن سرکار کو ہمارے متعلق صحیح علم نہیں۔ ہمنے ایک میموریل سرکار کی خدمت میں بھیجا ہے۔ جسمیں اپنی تکالیف اور اپنے مقاصد بیان کئے ہیں۔ مجھے خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ ہے کہ جب حضور گورنر صاحب اسے پڑھیں گے تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کے دل کو ہماری مذہبی آزادی کے لئے کھولدیگا ۔

ملاں لوگ اب سب متفق ہو گئے ہیں۔ وہ ہمیں لوٹ لینے اور ہمارے حقوق دبا لینے کے درپے ہیں۔ ہمنے اپنے قبرستان کے متعلق میئر شہر (کولمبو) سے اپنے تمام معاملات عرض کر دئے ہیں۔ انجمن کے اجلاس کے لئے ہال کا بھی افتتاح ہو گیا ہے اور جماعت روز افزوں ترقی پر ہے ۔

ہمیں اس بات کا بھی بہت افسوس ہے کہ ہمارے ہاں جماعت کرانے کے لئے امام بھی کوئی نہیں۔ مسٹر احمد نے کالی کٹ سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت بابرکت میں ایک عرضداشت روانہ کی ہے۔ امید حضور ملاحظہ فرماوینگے۔ اب وقت ہے کہ آپ ہماری کسی امام سے مدد کریں۔ پچھلے ہفتے تین بڑی بڑی مسجدوں کے ملاں اور دیگر عوام لوگ مل گئے ہیں۔ پہلے وہ تین مسجدوں میں الگ الگ خطبہ پڑھا کرتے تھے۔ مگر اب باری باری سے پڑھا کرینگے۔ ان کا اتفاق کرنا ہم احمدیوں کے نیست و نابود کرنے کے لئے ہے۔ لیکن برادر آپ یقین جانیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ ہم اپنے پہلے بھائیوں کی طرح ذلت اور شرمندگی اٹھائینگے۔ مگر ایسی تکالیف شروع شروع میں ہوا ہی کرتی ہیں۔ لیکن آخر کار دور ہو جاتی ہیں میں آپکو ایک اور خوشخبری سناتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم ایک اخبار نکالنا چاہتے ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو چلاوے یہ جلد ہی انشاء اللہ شائع ہوگا۔ اور تمام احمدی بھائی ہمارے لئے دعا کریں۔ آپکا مخلص بھائی۔ سی۔ ایچ مختار سکرٹری انجمن احمدیہ کولمبو ۔

بے نظیر کتابیں

کلام محمود

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پُرمعارف نظموں کا مجموعہ ہے۔ اگر احباب کرام مذہب اسلام کی محبت اور اُلفت سے چُور اور عشق الٰہی سے مخمور دل سے نکلے ہوئے ترانوں سے بہرہ اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ اور اپنی تنہائی اور رنج و الم کی گھڑیوں کو مبدل براحت کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس مجموعہ کو خریدیں۔ قیمت ۴ر

مُباحثہ شملہ

شملہ کے مبائعین اور غیر مبائعین کے درمیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے متعلق ایک زبردست مباحثہ ہُوا تھا۔ جو کئی دنوں تک جاری رہا تھا۔ اور جس کے جج طرفین کے انتخاب کردہ ایک غیر احمدی وکیل تھے۔ جج صاحب نے دلائل اور براہین کے رُو سے اپنا فیصلہ مبائعین کے حق میں دیا ہے جو باعتبار جامع ہونے کے قابل دید ہے۔ قیمت ۳/۰ر

خطبات نور حصہ اوّل و دوم

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے شیدائیوں کو مبارک ہو کہ آپ کے جانفزا کلمات اور رُوح پرور نکات کتاب کی صورت میں خطبات نور کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ عہ

پیغام مسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی وہ زبردست تقریر جو حضور نے گذشتہ سال بمقام لاہور ایک عظیم الشان مجمع میں فرمائی تھی۔ اور جس کی تعریف ہندو اخبارات تک نے اپنے صفحات میں کی تھی۔ قیمت ۱ر

انوار خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی وہ زبردست تقاریر جو حضور نے گذشتہ سال سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں۔ بڑی آب و تاب کے ساتھ انوار خلافت کے نام سے چھپکر شائع ہو چکی ہیں۔ اگر ہمارے احباب ۱۹۱۶ء کے سالانہ جلسہ پر یا گھر بیٹھے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ کا دلپذیر نظارہ اپنی آنکھوں کے سامنے لانا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ملاحظہ فرماویں۔ اسمہٗ احمد کی پیشگوئی ایسے زبردست دلائل اور براہین کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ثابت کیگئی ہے۔ کہ جن کے توڑنے کا تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کو چیلنج دیا گیا ہے۔ لیکن کسی کو جرأت نہیں ہوسکی کہ مقابلہ پر آئے۔ اس کے علاوہ دوسرے مضامین بھی نہایت زبردست اور احمدی احباب کے لئے بڑے مفید ہیں۔ قیمت صرف دس آنے (۱۰/ر)

قبولیت دُعا کے طریق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدا کے خاص فضل اور تائید سے اپنی جماعت کو وہ بیش بہا چابی عطا فرمادی ہے کہ جس سے کامیابی اور کامرانی کے دروازہ کا کھلنا یقینی ہو گیا ہے یعنے آپ نے وہ طریق بتادئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر دُعا کرنے سے ہر ایک انسان کی دُعا قبول ہو جاتی ہے۔ احباب کرام کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری جماعت کی کامیابی کا دارومدار جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی بے شمار تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ صرف دُعا ہی پر ہے۔ اس لئے ہر ایک احمدی کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ان طریقوں پر عمل کرے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بتائے ہیں اور جنہیں رسالہ کی صورت میں چھپوا کر شایع کر دیا گیا ہے احباب خرید کر بہت جلد فائدہ اُٹھائیں۔ اور غیر احمدیوں کو تحفہ کے طور پر دیں۔ قیمت فی رسالہ ۲/۰ر اور ایک روپیہ کے سات عدد۔ مفت تقسیم کرنیوالے احباب کے جو کم از کم بیس۲۰ رسالے منگوائیں ۲ر فیجلد

ایک نئی تحقیقات

یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے۔ جس میں بتوفیق ایزدی یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بائبل نے بعض انبیائے کرام پر جو الزام لگائے ہیں۔ قرآن کریم نے ان کی تردید کردی ہے۔ رسالہ نہایت دلچسپ اور اس قابل ہے کہ عیسائیوں میں تقسیم کیا جائے قیمت ۱/ر۔ ایک روپیہ کے ۱۳ عدد

برکات خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی ان تقاریر کا مجموعہ جو حضور نے ۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ پر فرمائی تھیں۔ احمدی احباب کے لئے ان میں وہ بیش بہا معارف اور نکات جمع ہیں کہ جن کو پڑھکر ہر ایک احمدی وجد میں آجاتا ہے۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ کو ایسی بیش بہا نصائح کی ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہو کر دین و دنیا کی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے کتاب کی لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت اعلیٰ ہے۔ اور باوجود ۱۲۸ صفحہ کے قیمت صرف ۴ر ہے۔

یہ کتابیں ملنے کا پتہ :-

دفتر اخبار الفضل قادیان (گورداسپور)

صحیفہ احمدیہ

اخبار الفضل ہی بفضل خدا ایک ایسا پرچہ ہے۔ جسکو جماعت احمدیہ کا مکمل صحیفہ کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کا فرمودہ درس قرآن شریف۔ مختلف ضروری تقریریں۔ ارشادات اور خطبات جمعہ باقاعدہ اور بالترتیب شائع ہوتے ہیں نیز دارالامان کے حالات۔ احباب بیرونجات کے متعلق مفید و دلچسپ اطلاعات (اخبار احمدیہ) سلسلہ کے متعلق ضروری تجاویز۔ انگلینڈ۔ فرانس۔ ماریشس اور مختلف اقطاع ہند کی تبلیغی رپورٹیں۔ اور بزرگان دین کے قیمتی مضامین۔ تعلیمی۔ قومی اور دینی۔ غیر مذاہب کے اسلام کے متعلق اعتراضات کا جواب۔ اور سب ادیان عالم پر اسلام کی فضیلت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اخبار ہفتہ میں دو بار بارہ صفحہ پر شائع ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے اجرا کا مقصد یہی ہے کہ تمام دنیا کے احمدی احباب کا ایک دوسرے کے ساتھ تعارف کرائے حضرت کے ارشادات جلد سے جلد ان تک پہنچائے۔ انہیں سلسلہ کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچائے۔ اسلام کی خوبیوں سے واقف کرے۔ اور ان میں زندگی و بیداری کی ایک تازہ رُوح پھونکے۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو اس کا خریدار بننا چاہیئے۔ باوجود ان خوبیوں کے اخبار کا چندہ سالانہ چھ روپے۔ ششماہی تین روپے اور سہ ماہی ڈیڑھ روپیہ رکھا گیا ہے۔ تاکہ ہر ایک شخص بآسانی خرید سکے اور سہولت مزید کے خیال سے سالانہ و ششماہی قیمت باقساط بھی قبول کر لیجاتی ہے۔ پس جو احباب ابھی تک اس کے خریدار نہیں ہوئے۔ وہ ضرور خریدار بنکر فائدہ اٹھائیں اور جو سرگرم مخلص احباب خود پہلے سے ہی خریدار ہیں۔ وہ دوسروں کو خریدار بنانے میں ساعی ہو کر عند اللہ ماجور ہوں

نمونہ کا پرچہ مفت دیا جاتا ہے

پروفیسر مارگولی اتھ قادیان میں

جیسا کہ ہم گذشتہ پرچہ میں اطلاع دے چکے ہیں۔ اکسفورڈ (انگلینڈ) یونی ورسٹی کے مشہور و معروف پروفیسر مارگولی اتھ جنہیں پنجاب یونیورسٹی نے خاص طور پر ولایت سے اسلئے مدعو کیا ہے۔ کہ اسکے پروفیسروں کے سامنے اسلامی تاریخ کے متعلق لیکچر دیں۔ مورخہ ۱۶۔ دسمبر کو ایک بجے کے قریب یہاں وارد ہوئے اور بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان میں اتارے گئے۔ تھوڑی دیر آرام کرنے اور چائے پینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے قصبہ میں آئے۔ اور حضور نے ایک مختصر سی مجلس جسمیں جناب مفتی محمد صادق صاحب۔ جناب مولوی شیر علیصاحب۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ جناب چودھری فتح محمد صاحب۔ جناب شیخ یعقوب علی صاحب۔ جناب ماسٹر عبدالرحیم صاحب۔ جناب چودھری غلام محمد صاحب۔ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ جناب حافظ روشن علیصاحب اور خاکسار ایڈیٹر الفضل موجود تھے شرف باریابی بخشا۔ اور جناب چودھری فتح محمد صاحب کی وساطت سے کہ جو ترجمانی کرتے تھے۔ ایک مختصر مگر نہایت مفید گفتگو فرمائی۔ جو ذیل میں احباب کرام کے فائدہ کیلئے درج کیجاتی ہے۔

حضور نے فرمایا۔ کہ ہم آپکے یہاں تشریف لانے سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ کیا آپکو کچھ سڑک کی وجہ سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔

پروفیسر صاحب۔ کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ آرام سے یہاں پہنچ گیا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ آپکی نسبت سنا ہے۔ کہ آپ کو تاریخ سے خاص مذاق ہے۔ کیا آپنے تاریخ کے متعلق کوئی ایسے اصول بھی مقرر کئے ہیں جو ہر ایک مورخ کو مدنظر رکھنے چاہئیں۔

پروفیسر صاحب۔ میں نے کوئی نئے اصول تو نہیں نکالے۔ ہمارے خیال میں مسلمان مورخین نے تاریخ نویسی کیلئے جو طریق اختیار کیا ہے۔ وہ بہت محتاط اور صحیح ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم انکے خیالات اور واقعات کو انگریزی میں بیان کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ اسلامی ملکوں کی وہ تاریخی کتابیں جو عربی زبان میں لکھی گئی ہیں۔ انہیں سے آپ کسکو ترجیح دیتے ہیں۔

پروفیسر صاحب۔ تاریخ کے فلسفہ کے متعلق ابن خلدون کے مقدمہ کو سب پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی۔ تاریخ کے فلسفہ کے رو سے نہیں عام تاریخی واقعات کے رو سے۔

پروفیسر صاحب۔ مسکویہ کو میں دوسرے مورخوں پر ترجیح دیتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ ہمارے سلسلہ کا دعویٰ ہے۔ کہ ہم اس اسلام کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو دیا گیا تھا۔ اسکی حقیقی اور اصلی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ہمارے خیال میں تاریخ جن باتوں کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ اس سے بڑھکر صاف اور واضح طور پر ہم پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ ہم پیش کرتے ہیں وہ مشاہدہ کے رو سے ہے۔ اور مورخین کے نزدیک کسی واقعہ کے متعلق قطعی دلیل مشاہدہ ہی ہوتی ہے۔ اسکے سوا جو کچھ بھی ہو اسکو مسلم نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن جو بات مشاہدہ میں آجائے۔ اسکا انکار کرنیکی کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی تاریخ کی کتاب میں لکھا ہو۔ کہ فلاں جگہ کوئی شہر تھا۔ کوئی شخص وہاں جاکر دیکھ لے۔ کہ واقعہ میں وہاں شہر ہے۔ یا اگر شہر نہیں تو کھنڈرات موجود ہیں۔ یا اسی طرح لکھا ہو۔ کہ فلاں جگہ پہاڑی ہے۔ اور کوئی شخص اسی جگہ پہاڑی کو مشاہدہ کرلے۔ تو پھر اسے تاریخ یا جغرافیہ کے اس بیان کے متعلق کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہ جائیگا۔ لیکن جس بات کا کوئی مشاہدہ نہ کر سکے اسے اسوقت تک قطعی طور پر درست اور صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ جبتک کہ اسکے معلوم ہونیکے ذرائع نہایت معتبر اور قابل اعتبار نہ ہوں۔

اس بات کو مدنظر رکھکر اسلام کے متعلق اول تو یہ دیکھا جائے کہ وہ کس طرح اور کن ذرائع سے ہم تک پہنچا ہے۔ اور آیا وہ ذرائع معتبر ہیں۔ یا نہیں۔ اور دوسرا یہ کہ اسلام جو کچھ کہتا اور بتاتا ہے اسکو تجربہ اور مشاہدہ میں لاکر دیکھیں۔ کہ آیا وہ ایسا ہی ہے یا نہیں۔ مثلاً وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسکے بانی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے خاص تعلق رکھتے تھے اور اسلامی تاریخ ایسے واقعات بیان کرتی ہے جو اس دعویٰ کی تائید میں ہیں اب اگر کوئی شخص اسلام پر عمل کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے تو اسکو یقین ہو جائیگا کہ بانی اسلام کے متعلق بھی جو کچھ بتایا جاتا تھا درست تھا وہ ہرگز مفتری نہ تھا خواہ اسکا بانی کوئی ہی ہو۔ رسول کریم ہوں ابوبکرؓ عمرؓ ہوں یا عثمانؓ و علیؓ ہوں۔ اور چونکہ زمانہ حال کے کئی شخص اسلام کو مختلف لوگوں کے ہاتھوں سے تکمیل کو پہنچا ہوا صرف اس قیاس کی بنا پر سمجھتے ہیں کہ [illegible] بنایا ہوا ہے کہ ایک شخص ایسی تعلیم کیونکر دے سکتا ہے اسلیے جب مشاہدہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام اپنے اندر فوق العادت طاقت رکھتا ہے تو وہ خیال خود باطل ہو جاتا ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ تاریخ اسلام جو کچھ بتاتی ہے وہ درست ہے۔ کیونکہ جب آج اس تعلیم پر عمل کرنیسے کوئی شخص خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ تو پھر وہ شخص کیوں خدا تعالیٰ تک نہ پہنچا ہوا ہوگا۔ جس نے یہ تعلیم دنیا تک پہنچائی۔

اس مشاہدہ سے یقینی طور پر ثابت ہوگا۔ کہ اس انسان کا خدا تعالیٰ سے ضرور بہت بڑا تعلق تھا۔ اور کوئی مورخ اسکو غلط نہیں کہہ سکتا لیکن باوجود اس مشاہدہ کے اگر پھر بھی کوئی کہے۔ کہ یہ غلط ہے۔ تو سوائے اسکے کہ عقلمند اور دانا انسان اسکے کہنے پر ہنس دیں۔ اور کیا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے تو تجربہ اور مشاہدہ سے دیکھ لیا ہے۔ کہ اس تعلیم پر عمل کرنے سے آج بھی وہی نتیجہ نکلا ہے۔ جس کا اسلام نے پہلے دن دعویٰ کیا تھا۔

پروفیسر صاحب۔ اس بات سے مجھے بھی اتفاق ہے کہ مشاہدہ اگر واقعہ کی صداقت پر شاہد ہو تو اسکی صداقت میں شک نہیں رہ جاتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ ہمیں بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ آپنے اس بات سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ مگر یورپین ممالک کے لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی اور وہ اسی پر جمے ہوئے ہیں۔ کہ اسلام اور بانی اسلام کے حالات جو تاریخی طور پر ان تک پہنچے ہیں انکو غلط ثابت کریں۔ حالانکہ کوئی تاریخی امور ایسے قطعی نہیں ہو سکتے۔ اسی زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ کے متعلق آج خبر آتی ہے۔ فلاں بات یوں ہوئی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر غلط تھی۔ اور ایک فریق کے اور خبر ملتی ہے دوسرے کے اور۔ پس جب زمانہ حال کی اخبار کے حالات میں اسقدر اختلاف ہے تو زمانہ ماضی کی اخبار میں کیونکر نہ ہو اور جب اسقدر اختلاف ہے۔ تو تاریخی واقعہ کو قطعی اور یقینی نہیں کہا جا سکتا۔ تاریخی شہادت میں کوئی نہ کوئی پہلو شک و شبہ کا باقی رہتا ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں تاریخی بات ضرور یونہی ہوئی ہے۔ لیکن جو بات تاریخ میں مذکور ہو اور آج بھی کسی طرح اسکا مشاہدہ ہو جائے تو پھر اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

دیکھئے اسلام نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالیٰ سے تعلق تھا۔ آپکو خدا تعالیٰ کی خاص نصرت اور تائید حاصل تھی۔ اور خدا تعالیٰ کیطرف سے دنیا کیلئے رسول ہو کر آئے تھے۔ اب ایک شخص ہے جو تاریخی شہادت پر مختلف طور پر جرح کرکے اس بات کی تصدیق نہیں کرتا لیکن ایک اور شخص ہے جس نے اسلام کی تعلیم پر چلکر ان سب باتوں کو حاصل کیا ہے وہ شہادت دیتا ہے کہ جو کچھ فلاں تاریخ میں لکھا تھا وہ بالکل درست ہے کیونکہ اسکو غلط صرف قیاس سے کہا جاتا تھا اور میں نے مشاہدہ سے اسکو درست پایا ہے ان دونوں میں سے کس کی شہادت قابل اعتبار ہے اگر کوئی شخص باوجود مشاہدہ کے اس تاریخی شہادت کو بعض اور تاریخی روایات کی بنا یا بعض استدلالات کی بنا پر غلط قرار دیتا ہے تو وہ شخص جس نے مشاہدہ کیا ہے اس سے یہ دریافت کرنیکا حق رکھتا ہے کہ جب ہم نے اسلام پر عمل کرکے اب بھی وہی باتیں حاصل کرلی ہیں۔ تو پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ تاریخ میں جو باتیں بیان ہوئی ہیں وہ غلط تھیں۔

پروفیسر صاحب۔ بے شک مشاہدہ جس بات کی تائید کرے اُسے رد نہیں کیا جا سکتا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ مختلف مذاہب کی اپنی اپنی تاریخی کتب ہیں اور وہ اپنی تاریخوں کی نسبت دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ سچی ہیں اور دوسرے مذاہب کی روایات کو جھوٹا قرار دیتے ہیں تا ان کا مذہب سچا ہو اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کی آسان راہ یہ ہے کہ مشاہدہ کی تائید کے ساتھ اس اختلاف کو دور کیا جاوے۔ ورنہ روایتاً یہ اختلاف کبھی دور نہیں ہو سکتا۔ پس یورپ کے لوگ جو علاوہ تاریخ کی چھان بین کرکے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ مشاہدہ کے ساتھ فیصلہ کرنے کی طرف بھی توجہ کریں تو ہم اسلام کی طرف سے اسلام کا دعوےٰ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمارے پیشوا نے تحقیق کا یہ رستہ بھی کھول دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ہر مذہب والے تاریخی طور پر کچھ دعاوی کرتے ہیں مثلاً مسیحی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح سے فلاں فلاں نشان ظاہر ہوئے۔ اس بیٹے وہ سچے ہیں۔ لیکن جو دوسرے مذاہب والے کہتے ہیں کہ نہیں یہ غلط ہے۔ کہ حضرت مسیح سے کوئی ایسے نشان ظاہر ہوئے۔ اسی طرح ہندو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے فلاں فلاں نشان دکھلائے۔ مگر دیگر مذاہب والے کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔ اسی طرح مسلمان بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فلاں فلاں نشان ظاہر ہوئے۔ لیکن دوسرے ان کے ماننے سے انکار کرتے ہیں اب اِثبات کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ کونسے مذہب کے نشانات واقعہ میں رونما ہوئے۔ کیونکہ ہر ایک مذہب والا تاریخی طور پر اپنے اپنے نشانات کو پیش کرتا ہے۔ لیکن جس مذہب کے نشانات کا اب بھی مشاہدہ ہو سکے۔ ان کو ضرور سچا تسلیم کیا جائے گا پس ہم آج بھی اثبات کے لئے تیار ہیں کہ وہی نشان اور قدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے منظر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت ظہور پذیر ہوئے۔ اور جن کو مخالفین اسلام اس وقت اسیاب اور ناممکن کہتے ہیں۔ ان کو دکھا سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس دعوے کو پورا کرکے بھی دکھا دیا ہے اب بھی اگر اس قسم کی تحقیقات کے متعلق ایک مجلس ہو۔ جس میں ہر ایک مذہب والے شامل ہوں تو ہم بھی شامل ہوں گے ۔[1]

اس مجلس میں ہر مذہب والے اپنے اپنے امتیازی نشانات جو روایتاً پہنچتے ہیں۔ ان کا اس زمانہ میں مشاہدہ سے ثبوت دیں۔ جس مذہب والے مشاہدہ کی بنا پر ان کو سچا ثابت کر سکیں۔ ان کا دعویٰ اور تاریخ صحیح تسلیم کیجائے۔ اور جو نہ ثابت کر سکیں۔ ان کا دعوےٰ قابل التفات نہ سمجھا جائیگا۔ اس مجلس میں اگر ہم مشاہدہ کے رو سے دکھا دیں اور ثابت کر دیں کہ وہی نشانات جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوئے وہی اب بھی ہو سکتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا اسلام کو سچا مذہب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول نہ مانے کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم اور غلام جو کام کر سکتے ہیں۔ وہ آقا اور سردار محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے کیونکر کیا ہوگا۔ مترجم کیا ہے ۔

پروفیسر صاحب۔ کیا کتاب دلائل النبوۃ میں جو معجزے درج ہیں۔ ان کو آپ مانتے ہیں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ ہم ان معجزات کو مانتے ہیں جو قرآن کریم اور صحیح احادیث میں آئے ہیں۔ باقی اس قسم کی کتابیں جو عام لوگوں کے خوش کرنے کے لئے قصہ کے طور پر لکھی گئی ہیں ان کو نہیں مانتے۔ اور اس قسم کی کتابوں سے کوئی مذہب خالی نہیں ہے۔ جنمیں اپنے نبی کو بڑھانے کے لئے بعض لوگ بغیر تحقیق سنی سنائی باتیں مبالغہ آمیز پیرایہ میں لکھ دیتے ہیں۔ ہم ایسی کتابوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ مگر ان کو تسلیم نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان دکھلائے ہی نہیں ضرور دکھائے ہیں لیکن وہی جو قرآن شریف اور صحیح احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ اور انہی کی نسبت ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ پھر بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم دوسرے مذاہب والوں کو بھی کہینگے کہ جن نشانات کا ان کی الہامی کتابیں دعویٰ کرتی ہیں انہی کا مشاہدات سے ثبوت دیں

پروفیسر صاحب۔ آپ کی رائے میں شق القمر کا معجزہ جو قرآن میں آیا ہے۔ درست ہے یا نہیں ؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ کیوں درست نہیں۔ جب قرآن کریم میں آگیا ہے تو پھر ہمارے لئے اس کے درست ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے؟[2]

پروفیسر صاحب۔ کیا آجکل پھر یہ معجزہ ہو سکتا ہے ۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ جس رنگ میں قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے اسی طرح ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم نے جو کچھ اس کے متعلق بتایا ہے وہ اس سے بالکل الگ ہے جو عام طور پر مشہور ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ شق القمر ساعت کی علامت ہے۔ اب اسکے وہی معنے کئے جائینگے۔ جن کے رو سے ساعت کی علامت ٹھہرے اور وہ یہ ہیں کہ قمر عرب کی مملکت کا نشان تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کشفی رنگ میں دکھایا گیا کہ قمر دو ٹکڑے ہو گیا ہے اور یہ کشف دوسروں کو بھی دکھایا گیا۔ اس قسم کا کشف جو دوسروں کو بھی دکھائی دے۔ اس زمانہ میں بھی ہوا ہے۔ اور ہو سکتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کشف میں دکھایا گیا ہے کہ چاند پھٹ گیا ہے۔ جس سے یہ مراد تھی کہ عرب کی حکومت تباہ ہو جائیگی۔ اس قسم کے کشف کا دروازہ بند نہیں ہوا اب بھی کھلا ہے ۔

اس بات کا ثبوت کہ قمر سے مراد عرب کی حکومت تھی۔ اس مشہور واقعہ سے ملتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر حملہ کیا۔ تو وہاں کے سردار کی لڑکی صفیہ نے رویا دیکھا کہ چاند میری گود میں آگیا ہے۔ اُس نے جب یہ رویا اپنے باپ کو سنائی۔ تو اس نے اسے تھپڑ مار کر کہا تو عرب کے بادشاہ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ یہ خواب اس کی اس رنگ میں پوری ہوئی کہ جب خیبر فتح ہوا۔ تو ان کا نکاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ غرض چاند اہل عرب کی حکومت کا نشان تھا اور اس کے پھٹنے میں اس وقت کے انتظام حکومت کی تباہی کی پیشگوئی تھی ۔

پروفیسر صاحب۔ قرآن کے بے مثل ہونے کا جو معجزہ ہے۔ کیا وہ دوبارہ دکھایا جا سکتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح۔ اس زمانہ میں کم از کم بیس[20] دفعہ تو دکھایا جا چکا ہے۔ ہمارے امام حضرت مرزا صاحب نے کئی

---

[1] اس موقعہ پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ نشان منہ مانگا نہیں ہوا کرتا میری مراد اس قسم کے معجزات کے ظہور سے یہ نہیں کہ مخالف جو معجزہ چاہے بتادے اور وہی ظاہر ہو جائے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جب تمام مذاہب یا کوئی بڑا مذہب خصوصاً مسیحیت اس طرح فیصلہ کرنے پر آمادہ ہو۔ تو علاوہ ان نشانات کے جو حضرت مسیح موعود نے دکھائے اور جو شاہد کا رنگ رکھتے ہیں۔ اور جنمیں سے بعض ابھی پورے ہونے والے ہیں خدا تعالیٰ

[2] قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں مذکورہ معجزات میں سے کسی معجزہ کی مانند معجزہ اسلام کی صداقت کے لئے دکھا سکتا ہے اور اگر ایسا مقابلہ ہو تو یقیناً یقیناً دکھلائیگا۔ تا دشمنان اسلام پر ایسی حجت قائم ہو کہ جس سے اسلام کے غلبہ کے لئے راہ کھل جائے ۔

ایک کتابیں عربی زبان میں لکھیں۔ تیس ہزار روپیہ تک کا انعام رکھا۔ اور تمام دنیا کے لوگوں کو چیلنج دیا کہ ان کے مقابلہ پر لکھیں لیکن کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔ آپ نے نہ کسی عربی مدرسہ میں پڑھا نہ آپ کبھی عرب میں گئے نہ آپ نے کسی مشہور معروف استاد سے تعلیم حاصل کی۔ لیکن باوجود اس کے آپ نے تمام دنیا کے عربی دانوں کو چیلنج دیا لیکن کسی نے قبول نہ کیا۔ یہ ثبوت تھا اس بات کا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جو یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپ جب کچھ پڑھے ہوئے نہیں تھے تو پھر قرآن کس طرح بنالیا۔ قرآن کریم کسی انجمن نے ملکر بنایا ہے وہ اعتراض غلط تھا۔ اب بھی ایک شخص نے جو ایک لحاظ سے امّی ہی تھا بیشمار کتب لکھ کر ثابت کردیا کہ آقا کا کام ضرور افضل تھا ۔

حضرت مرزا صاحب پر کفر کے فتوے دینے والے اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں وہ اس بات کی گواہی دیسکتے ہیں کہ آپ نے کسی عربی مدرسہ میں نہیں پڑھا۔ پھر آپ کبھی عرب میں نہیں گئے۔ آپکی مادری زبان عربی نہ تھی لیکن باوجود اسکے آپ نے عربوں اور تمام دنیا کے عربی دانوں کو چیلنج دیا لیکن کسی کو قبول کرنیکی جرات نہ ہوئی۔ المنار کا ایڈیٹر مقابلہ پر تو کچھ نہ لکھ سکا ہاں یہ لکھدیا کہ آپکی کتب میں بہت سی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ لیکن جب اسے جواب دیا گیا۔ اور چیلنج کیا گیا۔ تو پھر ایسا نادم اور شرمندہ ہوا کہ کچھ بول نہ سکا۔ اور مقابلہ سے دل چرا گیا ۔

پروفیسر صاحب۔ اگر کوئی اس چیلنج کو منظور کرے تو فیصلہ کون کرے گا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ حضرت مرزا صاحب نے اس کا بھی فیصلہ کر دیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ کہ جو چیلنج منظور کرے وہی جج بھی مقرر کرے (بشرطیکہ وہ جج اس کے مریدین وغیرہ میں سے نہ ہوں) البتہ وہ جج فیصلہ کرتے وقت یہ قسم کھائیں۔ کہ اگر ہم جھوٹا فیصلہ کریں۔ تو ایک سال کے اندر اندر ہم پر خدا کا عذاب نازل ہو پھر اگر ایک سال تک ان پر کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہو جو خاص شان اور ہیبت رکھتا ہو۔ تو انعام سپرد کر دیا جاوے گا ۔

پروفیسر صاحب۔ یہ تو بہت وسیع حوصلہ دکھایا گیا ہے۔ آپ سے گفتگو کرکے بہت فائدہ حاصل ہوا ہے۔ اور میں آپ کا شکر گذار ہوں ۔

حضرت خلیفۃ المسیح۔ چلتی دفعہ ہمارا ایک پیغام ہے جسے ہم اس امید پر دیتے ہیں کہ آپ لے اپنے حلقہ میں پہنچا دیں۔ اور وہ یہ کہ دنیا میں سختی اور درشتی سے کبھی کام نہیں چلا کرتے۔ اگر کسی بات کے متعلق باہمی میل جول اور محبت سے فیصلہ کیا جائے تو بہت مفید ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر یورپین محبت سے اسلامی مسائل کے متعلق تحقیقات کریں تو اس سے انہیں فائدہ بھی ہو۔ اور آپس میں محبت بھی بڑھے ۔

پروفیسر صاحب۔ میں کوشش کروں گا۔ اور اپنے حلقہ میں آپ کا پیغام پہنچا دوں گا ۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے حضرت مسیح موعود کی چند عربی کتابیں اعجاز احمدی۔ لجۃ النور۔ سیرت الابدال وغیرہ۔ جن کا پروفیسر صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ اور چونکہ پروفیسر صاحب موصوف کو شام کی گاڑی پر واپس لاہور جانا تھا۔ اس لئے اس مختصر سی گفتگو کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح سے رخصت ہوگئے اور مقبرہ بہشتی۔ منارۃ المسیح۔ لائبریری حضرت خلیفۃ المسیح اول رض اور دار العلوم کی عمارات کو دیکھنے کے بعد روانہ ہوگئے ۔